یا اللہ جل جلالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سیف کرا تشی علی الزندیق الپشاوری

یعنی

پیر محمد چشتی رافضی گستاخِ اولیاءؒ

(حصۂ اول)

(حصۂ دوم وسوم زیرِ طبع ہیں)

مؤلف

فقیر سید احمد علی شاہ صاحب سیفیؒ نقشبندی

سکنۂ شالپین ضلع سوات

یا اللہ جل جلالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سیف کر اتشی علی الزندیق الپشاوری

یعنی

پیر محمد چشتی رافضی گستاخ اولیاء

(حصہ اول)

(حصہ دوم وسوم زیر طبع ہیں)

مؤلف

فقیر سید احمد علی شاہ صاحب سیفی نقشبندی

سکنہ شالپین ضلع سوات

مکتبہ سیدوال

یااللہ جل جلالہٗ

انتساب

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نہایت درجہ ادب احترام اور خلوصِ دل کے ساتھ میں اپنی یہ معمولی محنت اپنے پیرو مرشد سیدی وسندی قلبی وروحی فداہ عاملِ قرآن منبعِ علم وعرفان مظہرِ فیوض یزدان قطب الاقطاب، امام الاصفیاء، رئیس الاولیاء قطب السالکین سلطان العارفین شمس المسلمین، حاجی الحرمین شریفین جناب آخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب زاد اللہ برکاتہٗ، علینا وعلیٰ باقیہ الخلان پیرارچی حال منڈی کس باڑہ خیبر ایجنسی دامت برکاتہم العالیہ کے نام نامی اسمِ گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کی مبارک زندگی اسوۂ حسنہ کا آئینہ دار، قرآن مجید کی عملی تفسیر اور احادیث نبویہ کی صحیح تشریح ہے۔ جن کی خداداد صلاحیت عمل واخلاص نے کئی لاکھ مردہ دل زندہ کیے۔ سینکڑوں فاسق، فاجر، جابر اور ظالم قسم کے لوگوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کردیا ہے۔ تہہ دل سے دعا ہے کہ اللہ رب العزۃ جناب حضرت مبارک موصوف کو حیاتِ خضری عطا فرمادے۔ آپ کے فیوض وبرکات سے عالمِ اسلام کو بہرہ ور ہونے کی توفیق بخشے۔ آپ کی تبلیغی سعی کو روز افزوں ترقی سے ہمکنار کرکے پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔

آمین ثم آمین

فقیر سید احمد علی شاہ نقشبندی مجددی سیفی

فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک صوبہ سرحد

ساکن شاہین۔ ضلع سوات

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

الحمد للہ الذی ھدانا الیٰ صراط الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھدآء والصالحین وھذا صراط مستقیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ من ھو وسیلتنا الی اللہ تعالیٰ وسیلۃ کاملۃً فی الدارین محمد افضل الکائنات سیدنا وسید المرسلین الذی دفع اللہ بہ بلآء الکفر والشرک والالحاد فی الدین وعلیٰ آلہ الطاھرین واصحابہ الذین ھم معیار الحق ونجوم الھدایۃ والیقین - واولیاء اللہ تعالیٰ واحبائہ الذین اعلن اللہ بالحرب مع اعداھم وھم الذین لاخوف علیھم ولاھم یحزنون خصوصاً علیٰ صاحب الوقت قیوم الزمان قطب الارشاد نائب مناب الرسول الامین سیدی ومرشدی ومحسنی ووالدی معناً وروحاً اخوند زادہ **سیف الرحمٰن** بن قاری سرفراز-خان النقشبندی ، الچشتی ، القادری ، السھروردی المجددی الھاشمی الطالقانی المعروف بہ (**پیراچی خراسانی**) ادام اللہ علینا من فیوضاتہ وبرکاتہ - وعلیٰ من تبعھم الیٰ یوم الدین (آمین) امابعد

کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ

پیر محمد چشتی (مہتمم دار العلوم غوثیہ یکہ توت پشاور) جو کہ حرکتِ لطائف کو حرام قرار دیتا ہے، مشق اور کرتب بازی سے تعبیر کرتا ہے اور اسے ایک خاص عمل کا کرشمہ قرار دیتا ہے، جذب وجد کا انکار کرتا ہے جیسا کہ اس نے ماہنامہ "السعید" (مارچ ۱۹۹۵ء ص۱۰۷۔ ملتان) میں کہا ہے۔ اور اسی طرح اس کے خطوط سے ظاہر ہے جو کہ اس نے حضرت سیدنا سلطان الاولیاء۔ قدوۃ العارفین غوث الزمان قطب الارشاد و مشرف بمقام العبدیت والصدیقیت والامامت والاحسان پیر پیران خواجہ خواجگان علامہ مولانا **سیف الرحمٰن** صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو تحریر کئے تھے۔ تو پیر محمد چشتی کا کیا حکم ہے.... اس کے علاوہ اس مسئلہ کی بھی وضاحت کر دیں کہ ایک ولی اللہ سے انکار کرنا کیسا ہے کتاب و سنت کی روشنی میں ان مسائل کی وضاحت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی:۔ محمد اسماعیل سیفی

الجواب بعون الملک الغفار و بحرمت سید الابرار

سُبحان اللہ! یہ بے علم، جاہل مرکب اور قاصر العقل یعنی پیر محمد چشتی چترالی اللہ رب العلمین کے اِن ارشادات کا مصداق ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ وَّلَا ھُدًی وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیۡرٍ ۝

(پ ۲۱ - لقمان - آیت ۲۰)

ترجمہ: اور کچھ لوگ اللہ کے بارے میں روشن کتاب ہدایت اور علم کے بغیر جھگڑتے ہیں۔

کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ مَنۡ ھُوَ مُسۡرِفٌ مُّرۡتَابُۨ الَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ بِغَیۡرِ سُلۡطٰنٍ اَتٰھُمۡ ط (پ ۲۴ - المؤمن - آیت ۳۵)

ترجمہ: اللہ یونہی گمراہ کرتا ہے اسے جو حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ہے، وہ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر کسی سند کے کہ انہیں ملی ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو شخص حرکت لطائف کو کرتب، دھوکہ بازی اور مشق سے تعبیر کرے جیسا کہ پیر محمد چشتی چترالی نے ماہنامہ السعید (مارچ ۱۹۹۵ء ص ۱۰۷ ملتان) میں کیا ہے تو ایسا قاصر العقل شخص مسیلمہ کذاب کے حکم میں داخل ہے کیونکہ یہ عقیدہ اور قول بغیر شرعی دلیل کے ہے۔ حرکت لطائف کی تشریح و توضیح ۔ قرآنی آیات، حدیث شریف اور آئمہ کرام کے اقوال سے آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ رب العلمین نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے، اسی طرح عالم اور جاہل برابر نہیں ہیں یعنی آیات ربانی اور احکام شرع کے جاننے میں۔ تو یہ پیر محمد چترالی اپنے جہل کی وجہ سے اس بات کا قائل ہے کہ اقشعرار الجسد و اللطائف کرتب، دھوکہ بازی اور مشق ہے۔ العیاذ باللہ۔

٭ شرح مسلم الثبوت میں ہے :-

من الجهل لأنه اعتقاد هم غير مطابق للواقع

(ص ۳۸۷ - ج ۲ -)

ایسی بات کا اعتقاد رکھنا جو واقع کے مطابق نہ ہو، جہالت ہے۔

٭ اور تفسیر روح البیان میں ہے۔

فان الجهل المركّب يمنع ادراك الحق ويوجب تكذيب المحق

(ص - ٦٠ - ج ۷)

اس طرح پیر محمد چشتی چترالی کا جہل مرکب بھی ظاہر ہوگیا۔

وهذا رجل سفيه لم يعرف نفسه ولا دينه ولا دنياه

ولا امه ولا اباه مثل من انكر العيان : (البزدوی ص ۱۵۰)

اقول : میری کسی کے کفر اور اسلام میں کوئی دنیاوی غرض نہیں ہے اس لئے کہ جب کوئی شخص اپنے اختیار و عقل سے کفریہ الفاظ بولے یا کفریہ عقیدہ رکھے، قرآن شریف اور احادیث میں تحریف کرے تو عام لوگ بھی اُسے بدعقیدہ اور کافر ہی کہتے ہیں یہ اس لئے ہے کہ اسلام اور کفر امورِ کسبی میں سے ہیں۔ جیساکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ اکبر میں فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیں فقہ اکبر ص ۱۶ ۔

مسلمان بھائیو ! اگر پیر محمد چترالی زندیق میں عقل، علم، حیا اور دین یقینی طور پر موجود ہوتا تو وہ نسبتِ تکذیب قرآن پاک، احادیث، اور فقہ شریف کی طرف نہ کرتا اس لئے کہ ثبوت حرکتِ لطائف ان تمام میں موجود ہے۔

ثبوت حرکتِ جسم ولطائف

(۱) اللّٰہ نزل احسن الحدیث کتٰباً متشابہاً مثانی تقشعر منہُ
جلود الذین یخشون ربہم الایۃ قال المدارک والجلالین
تقشعر ای تتحرک وترتعد وتضطرب۔

ترجمہ: اللّٰہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے بار بار دہرائی گئی ہے جس سے ان لوگوں کی جو کہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں بدن کانپ اٹھتے ہیں اور حرکات واضطرابات میں آتے ہیں۔

تو آیت کریمہ قطعیہ سے بدن کی حرکت خواہ تمام بدن ہو یا خاص بدن یا بعض بدن ہو یا تمام چمڑا ہو یا بعض چمڑا ہو کی حرکت اور اجزاء واضطراب ثابت ہے لیکن پھر بھی پیر محمد چشتی چترالی زندیق حرکتِ لطائف کا منکر ہے۔

وَھٰذِہٖ کُلُّھَا مِنْ قِلَّۃِ عِلْمِہٖ وَقِلَّۃِ دِیْنِہٖ وَقِلَّۃِ حَیَائِہٖ
وکثرۃ جھلہ واللّٰہ جل جلالہ ینتقم منہ بھٰذہ الاکاذیب
نعوذ باللّٰہ من الضلال۔ (الجواھر البھیۃ علی شرح عقائد
النسفیۃ ص۲۸۰ ـ ص۴۰۰)۔

وعلامۃ الشقاوۃ خمسۃ اشیاء قساوۃ القلب وقلۃ الحیاءُ۔
(روح البیان ص۱۸۷ ج۲)

اور پیر محمد چشتی چترالی زندیق میں ذرہ برابر بھی حیاء نہیں ہے کیونکہ وہ جذب وتواجد اور حرکتِ لطائف کا منکر ہے۔

ہمیں معلوم ہوا کہ پیر محمد چشتی چترالی زندیق لم یشم رائحۃ العلوم الالٰھیۃ یعنی فقہ، اصول، تفاسیر اور حدیث لہٰذا یہ فتویٰ دیتا ہے من جوفہ ۔ خذلہ اللہ تعالیٰ فی الدارین ۔

پیر محمد چشتی چترالی زندیق جو حرکت لطائف کو کرتب، دھوکہ بازی سے تشبیہ دیتا ہے تو یہ حقیقت میں اپنے سر کو طبرستان اور ایلم کے پہاڑوں سے مارتا ہے کہ میں انہیں جڑ سے اکھیڑ دوں اور اتنا نہیں سمجھتا کہ میرا سر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا لیکن پہاڑ کا کچھ نہ بگڑے گا۔

وَمِثَالُہٗ کَمَنْ کَانَ یَضْرِبُ رَاْسَہٗ بِالْجَبَلِ لِیَکْسِرَ الْجَبَلَ وَاَنَّہٗ لَایَدْرِیْ اَنَّہٗ لَاوَبَالَ عَلَی الْجِبَالِ وَاِنَّمَا الْوَبَالُ عَلٰی رَاْسِہٖ

ما احسن ما قال ان من کدّر التراب علی القمر لایقع الا علیہ اوبصق الی السماء لا یرجع الا الیہ : (شرح میزان عقائد ص۱۳۱)

پیر محمد چشتی جو وجد و جذب کو دھوکہ بازی سے موسوم کرتا ہے تو اس کی مثال میزان عقائد کی مندرجہ بالا عبارت کی طرح ہے اس لئے کہ اس نے ایک بھی برھان براھین اربعہ سے ذکر نہیں کی اور قول بلا دلیل مردود ہوتا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے یہود و نصاریٰ کے قول کی تردید اپنے اس قول سے کی ۔ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین o ۔ لہٰذا جو کوئی جذب و وجد کو حرام کہے تو یہ عبث باتیں ہیں جو جاری ہیں ان کی زبانوں پر بغیر کسی سندِ شرعی کے ۔

پیر محمد چشتی وھابی جو جذب و وجد اور حرکتِ لطائف کو حرام کہتا ہے تو یہ عین مقابلہ رب العٰلمین سے ہے اس لئے کہ وجوب اور

حرمت کے حکم کا مالک صرف ایک اللہ تعالیٰ ہے فقط نہ بندہ۔ اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ایک قاعدہ ہے جو پہلے تو وجوب یا حرمت کا حکم نص قطعی سے ثابت کرتا ہے اور پھر اس کے بعد وجوب یا حلت و حرمت کا اطلاق کیا جائیگا۔

کما فی حاشیۃ شیخ زادہ علی البیضاوی: وجب حمل اللفظ علی مایعنی المعنی الذی ثبت بالدلیل وان یحمل علی ما ای المعنی الذی لم یثبت بشئ من الدلیل۔ ص ۵۱۸۔ ج۔۱۔)

وفی فتح القدیر: وقد عرف من طریق اصحابنا انھم لا یطلقون الحرام الا علی ما حرمتہ بقطعی ای بنص من النصوص اھ ص ۲۹۰۔

وفی تفسیر البیضاوی فی تفسیر قولہ تعالیٰ لولا یأتون بسلطان بین ای برھان ظاھر فان الدین لا یؤخذ الا بہ وفیہ دلیل علی ان مالا دلیل علیہ من الدینیات مردود وان التقلید فیہ غیر جائز اھ۔ ص ۳۵۵

وایضاً فی فیض الباری ص ۵۱ وفی روح البیان ووجہ القول بالتوقف الحرمۃ والاباحۃ لا تثبت الا بالشرع فقبل ورودہ لا یتصور ثبوت واحدۃ منھما فلا یحکم فیھا بحظر ولا اباحۃ ص ۱۵۔ ج۔۱

وفی شامی فان غیر المشروع ما نھی الشارع عن فعلہ ص ۲۵۲ ج ۳۔

مندرجہ بالا عمدہ اور معتبر کتابوں کی عبارات سے دو احکام معلوم ہوئے۔ پہلا یہ کہ دعویٰ بغیر حجت شرعی کے مردود ہے شرعاً ثانی یہ کہ حل اور حرمت کا حکم ثابت ہوتا ہے امر اور نہی شارع صریحاً سے۔ نہ کہ پیر محمد چشتی وھابی زندیق کے فتویٰ سے اس لئے کہ پیر محمد چشتی زندیق حل اور حرمت کے

ثبوت کا لائق اور مستحق نہیں ہے بلکہ ایک اللہ تبارک وتعالیٰ ہے فقط کما فی مسلم الثبوت قولہ لا حکم الامن اللہ تعالیٰ ثم لابد لحکم اللہ من صفۃ حسن اوقبیح فما امر بہ فھو حسن وما نھی عنہ فھو قبیح ص۱۴ تو اس بنا پر پیر محمد چشتی جو حرکت لطائف کو حرام کہتا ہے تو یہ عین مقابلہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس لئے کہ اس صورت میں حل اور حرمت کا مثبت پیر محمد چشتی ہو گیا اور یہ خلاف ہے واقع کے فافھم یا رئیس المبتدعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب ابتدائی وحی نازل ہوئی اور تین دفعہ جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ اقراء اور نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ ما انا بقاری تو اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قال فاخذنی فغطنی الثالثۃ ثم ارسلنی فقال اقراء باسم ربک الذی خلق ۝ خلق الانسان من علق ۝ اقراء وربک الاکرم الذی ۔ فرجع بھا رسول اللہ یرجف فوادہٗ فدخل علی خدیجۃ بنت خویلد فقال زملونی ..... الیٰ اخر الحدیث ۔ (بخاری)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے تیسری دفعہ مجھے زور سے پکڑ لیا اور پھر چھوڑ کر فرمایا کہ اپنے رب کے نام سے پڑھو وہ ذات جس نے عالم پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ آپ قرآن پڑھا کریں اور آپ کا رب بڑا کریم ہے ـــ الخ تو اسی وحی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ لائے اور آنحضرتؐ کا دل مبارک حرکت کر رہا تھا پس خدیجۃ الکبریٰ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ مجھے کپڑے یا چادر میں لپیٹ دو۔

پھر بھی اغلظ ترین کافر پیر محمد چشتی حرکتِ قلب کو
دھوکہ بازی، کرتب اور مشق کہتا ہے۔ شارحِ سین بخاری نے اس کے
تحت فرمایا ہے کہ یرجف فؤآدہ ای یضطرب و یخفق و یرعد و
یتحرّک فؤآدہ والفؤاد مرادف القلب وقیل عین القلب
وقیل باطن القلب ای الحقیقۃ الجامعۃ الحاملۃ للانوار الا
الٰھیۃ وتجلیات الصفات الفعلیۃ۔ وھذا ھو الاصح کما حققہ
المجدد الربانی رحمۃ اللّٰہ علیہ۔
ترجمہ :۔ دل اضطراب کر رہا تھا دھڑک رہا تھا اور حرکت کر رہا تھا اور فواد
دل کے مرادف ہے یا عین دل ہے اور بعض علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ فواد
دل کے باطن کو کہتے ہیں جو کہ حقیقۃ جامع سے مسمّٰی ہے اور انوار الہیہ کا جامع
ہوتا ہے اور صفات فعلیہ کی تجلیات کا حامل ہوتا ہے اور امام مجدد کی تحقیق
کے مطابق یہ آخری قول راجح اور اصح ہے اور مجہول کا صیغہ اس لئے مستعمل
ہے کہ اس کا قائل عظیم ترین ہے۔

اور اس حدیث میں صرف قلبی ذکر ہے لیکن چونکہ رُوح، سر، خفی
اور اخفیٰ بھی قلب کے بعد متولّد ہوتے ہیں یعنی اس کے تولد کے بعد ظہور پذیر
ہوتے ہیں لہٰذا صرف قلب کا لفظ ذکر فرمایا جیسا کہ قاضی ثناء اللّٰہ پانی پتی
رحمۃ اللّٰہ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ وما انزل علی الملکین
سے اشارۃً اور رمزاً قلب اور رُوح مراد ہیں اور دوسرے لطائف یعنی
(سر، خفی اور اخفیٰ) بھی ساتھ ہی ساتھ مراد ہیں لیکن دوسرے لطائف
ان دو لطائف کے بعد ظہور پذیر ہوتے ہیں اس لئے صرف ان دونوں
لطائف کا ذکر ہوا۔

تو مندرجہ بالا روایات سے بھی ظہور لطائف، حرکتِ لطائف اور اقشعرار جسد اور وجد وجذب صریحی طور پر ثابت ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ رسولِ اکرم کے لطائف مقدسہ بھی ذکرِ خداوندی سے جاری اور حرکت کرنے والے تھے۔ ابھی پیر محمد کا استہزآء باللطائف درحقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استہزآء کرنا ہے، جو کہ کفر تابیدی ہے۔

امام طاہر بن عبدالرشید بخاری قدس سرہٗ بیان فرماتے ہیں کہ

وفی المحیط من شتم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم واھانہ او اعابہ فی امور دینہ اوفی شخصہ اوفی وصف من اوصاف ذاتہٖ سوآء" کان الشاتم مثلاً من امتہٖ او غیرھا وسوآء کان من اھل الکتاب اوغیرہٖ ذمیاً کان اوحربیاً سوآء کان الشتم او الاھانۃ اوالعیب صادراً عنہ عمداً اوسھواً او غفلۃ او جداً اوھذلاً فقد کفر خلوداً بحیث ان تاب لم یقبل توبتہ ابداً لا عند اللّٰہ ولا عند الناس۔ وحکمہٗ فی الشریعۃ المطھرۃ عند متأخرین المجتھدین اجماعاً وعند المتقدمین القتل قطعاً ولا یداھن السلطان ونائبہ فی حکم قتلہ۔ (خلاصۃ الفتاوٰی ص ۳۸۶ ۔ ج ۴ ۔)

ترجمہ: محیط میں مذکور ہے کہ جس کسی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شتم کی یا ان کی اہانت کی یا ان پر ان کے دینی امور میں یا ذاتی امور میں ان پر عیب باندھا یا ان کے اوصاف ذاتیہ میں سے کسی وصف کو مجروح کر کے عیب لگایا خواہ شاتم اور عیب لگانے والا نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہو یا غیر امتی ہو یا اہل کتاب سے ہو یا غیر اہل کتاب ہو خواہ ذمی ہو یا حربی ہو۔ خواہ شتم اور اہانت اور عیب اس سے عمداً صادر ہو یا سہواً یا غفلتاً یا ہوش و شعور میں یا خطا سے صادر ہو تمام صورتوں میں وہ شخص کفر ابدی سے کافر (یعنی زندیق) ہو جاتا ہے۔ اس حیثیت سے کہ اگر توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ عند اللہ اور عند الناس مقبول نہیں اور شریعت مطہّرہ میں متاخرین مجتہدین کے نزدیک اجماعاً اور متقدمین کے نزدیک، اس کا حکم قطعی طور پر قتل کر ڈالنا ہے سلطان یا قائم مقام سلطان اس شخص کے حکم قتل میں مداہنت یعنی ٹال مٹول نہ کریں۔

پیر محمد چشتی زندیق پھر بھی حرکت لطائف اور وجد وجذب کا منکر ہے اور اسے حرام کہتا ہے اور اسی طرح بعض رسمی پیر بھی اس سے انکار کرتے ہیں۔

قلت: ھٰذا افتراء محض علی اللہ تعالیٰ وعلی کتابہ وعلی المسلمین۔ (الجواھر البہیۃ ص ۱۷۷ ج ۱)

میں کہتا ہوں: کہ یہ خالص اللہ تعالیٰ پر اور اس کے کلام پر اور مسلمانوں پر جھوٹ باندھنا ہے۔

وجمیع ھذہ الاقوال من ھذہ الطوائف جنون محض ومکابرۃ للحواس والعقول لیس فی القرآن ولا فی السنن ولا فی المعقول شیٔ من ھذا، وھذا فی الواقع اعتراض علی جمیع الامم وعلی جمیع عقولھم وھٰذہ صفۃ

من عظمت مصيبة بنفسه ومن لا دين له ولا عقل ولا علم ولا حياء ۔ (الجواهر ص ۲)

ترجمہ : یہ تمام اقوال ان فرقوں کے خالص جنون ہیں اور عقل وحواس کے ساتھ لڑائی ہے نہ ہی قرآن پاک میں ہے اور نہ ہی احادیث میں اور نہ ہی معقول میں ۔ یہ حقیقت میں تمام امتوں پر اور اُن کی عقلوں پر اعتراض ہے اور یہ اس شخص کی صفت ہے جس پر بڑی بڑی مصیبتیں آئی ہوں اور یہ اس شخص کا کام ہے جس کا نہ دین ہو نہ عقل ہو نہ ہی علم اور نہ حیاء ۔

اے مسلمان بھائیو ! پیر محمد چشتی جو حرکت لطائف کو دھوکہ بازی کہتا ہے تو اس نے افتراء باندھا اللہ تعالیٰ پر اور قرآن مجید پر اس لئے کہ قرآن مجید میں تو جذب وجد اور حرکت لطائف کی نفی وارد نہیں ہوئی ہے اور یہ افتراء ہوا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں بھی یہ قول نہیں بیان فرمایا کہ حرکت لطائف اور جذب وجد حرام ہے ۔ اور یہ افتراء ہے امت مسلمہ پر اس لئے کہ ان کا یہ عقیدہ نہیں ہے جو پیر محمد چشتی زندیق کا ہے ۔

ويقال العقل ادرک الاشياء على حقائقها فمن ادرک شيئاً على حقيقتہ فقد کمل عقلہ ۔ (عقد الفريد ج ۲ ۔ ص ۱۹۷)

حاصل :- پیر محمد چشتی اور اس کے فریق جو وجد وجذب کو حرام کہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ ان کی عقل کامل نہیں ہے بلکہ ناقص ہے ۔

سبحان اللہ ما ھذا الا عمى عن العلوم الالهية وانہ تعالى

جعل صفتہ الحسن للمأمور بہ قبل الامر بہ وجعل صفتہ القبیح للمنھی عنہ قبل النھی عنہ (نور الانوار ص۲۲)

سبحان اللہ! یہ حرف علوم الفہمیہ سے اندھا ہوتا ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے مأمور بہ میں امر سے قبل صفتِ حسن اور منھی عنہ میں نھی سے قبل صفتِ قبیح بنایا ہے۔

منھی عنہ میں قباحت موجود ہو نہی سے قبل شارع سے تو بعد میں شارع نھی کریگا۔ پیر محمد چشتی زندیق حرکتِ لطائف کو حرام کہتا ہے تو یہ شارع سے دلیل میں نھی پیش کرے کہ اپنے دعویٰ میں صادق ہو جائے اور اگر دلیل نہ ہو تو اندھا ہے ہزار دفعہ۔

قرآن حمید میں ارشاد ربانی ہے

ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ۔ الایۃ

پھر اُن کے بدن اور دِل نرم اور منقاد ہو کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

مذکورہ آیت سے جلد یعنی چمڑے اور قلوب (جمع قلب) یعنی لطائف کا نرم ہونا اور حرکت کرنا ثابت ہے جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف دفتر اول ص (۲۹۰) پر ایسا تحریر کرتے ہیں کہ

لانت اجسادھم فصادت ظواھرھم بواطنھم وبواطنھم ظواھرھم۔

اولیاء کرام کے اجساد نرم ہو چکے ہیں پس ان کا ظاہر باطن اور باطن ظاہر بن چکا ہے یعنی جس طرح باطن متحرک

بذکراللہ اور نرم ہے اسی طرح ظاہر بھی متحرک نذکراللہ اور نرم ہوا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جس طرح اولیاء کرامؒ کے باطن اور لطائف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے جاری اور حرکت کرنے والے ہیں اسی طرح ان کا ظاہری بدن (بعض ہو یا کل) ذکر خداوندی میں مشغول اور متحرک ہے

حضرت مجددؒ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اولیائے کرام کے بدن کا ہر ذرہ اور بال ذکرِ خداوندی میں مصروف رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے متحرک رہتے ہیں نیز اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ بدن کا کانپنا اور متحرک رہنا خاشعین اور اولیاء کرام کی صفت ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے لوگ علماء راسخین ہی ہیں جو کہ علم احکام اور اسرار کے جامع ہوتے ہیں۔ پس یہی حضرات خاشعین علماء ہیں۔

ارشاد ربانی ہے کہ

انما یخشی اللہ من عبادہ العلمواءُ : الاٰیۃ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے لوگ علماء ہی ہیں۔

اور جس عالم میں خشیت نہ ہو وہ حقیقی عالم نہیں ہے۔

علامہ عبدالغنی نابلسیؒ فرماتے ہیں کہ

من لم یخش اللہ فلیس بعالم۔ (حدیقۃ الندیہ جلد اول)

ترجمہ: جو کوئی اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ عالم حقیقی نہیں ہے۔ (اگرچہ ظاہری الفاظ و عبارات اسے یاد ہوں)۔

اور خاشع کی صفت یہ ہے کہ تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم یعنی ان کے بدن پر حرکات اور اضطرابات آتے ہیں یعنی تتحرک وتضطرب وترتعد جیسا کہ جلالین اور مدارک کی تحقیق سے معلوم ہوا۔

پس معلوم ہوا کہ بدن کا حرکت کلاً یا بعضاً علیٰ حسب اختلاف الاستعدادات اولیاء کرامؒ کی صفتِ مادحہ ہے اور پیر محمد بدترین کافر۔ اس حالتِ محمودہ کو کرتب، دھوکہ بازی اور مشق سے تعبیر کرتا ہے اور اُسے حرام اور ناجائز قرار دیتا ہے۔ پس قرآن عظیم اس حالت کو خاشعین کی صفت قرار دیتا ہے اور پیر محمد اس حالت کو دھوکہ بازوں کی حالت قرار دیتا ہے اور حرام وگناہ قرار دیتا ہے۔ پس تین دفعہ کافر ہوگیا کیونکہ اس نے تین کفریہ اعتقادات محول کئے ہیں۔

۱۔ قرآن کریم کا مقابلہ کرنا اور قرآن سے انکار کرنا۔

۲۔ اپنے آپ کو شارع بنانا اور حلال، جائز بلکہ محمود چیز کو بلا دلیل شرعی حرام قرار دینا۔

۳۔ اولیاء کرامؒ کو دھوکہ باز اور حرام کے مرتکب، فاسق قرار دینا اور ان کی ولایت سے انکار کرنا۔

پس یقیناً کہ پیر محمد چشتی چترالی کفر مع الکفر بعد الکفر میں مبتلا ہے۔ فانظر ماذا تری؟

آپ بھی خود فیصلہ کریں کہ یہ کفر بواح ہے یا نہیں؟ یہ قاعدہ شرعیہ اصولیہ ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔ حرمت عارض کی وجہ سے ہے پس کسی چیز کی حرمت کا ثبوت دلیل قطعی یعنی کتاب اللہ۔ سنت رسول اور اجماع امت سے ہوسکتا ہے اور یہ بات بھی مخفی نہیں کہ لطائف کی

حرکات اور اجراء جو کہ نصوص سے ثابت ہے اور امرِ جائزہ مستحسنہ ہے اور اولیاء کرامؒ کی حالت ہے تو اس امرِ جائز پر حرمت اور گناہ کا اطلاق کرنا بڑی جرأت ہے اور امرِ حلال کو حرام ٹھہرانا ہے جو کہ جمہور علماء کے نزدیک کفر صریح ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ

واختار موسیٰ قومہٗ سبعین رجلاً لمیقاتنا فلمّا اخذ تھم الرجفۃ ۔ (الآیۃ) قال العلامۃ المحمود الآلوسی البغدادیؒ فی تفسیرہٖ روح المعانی تحت ھٰذہٖ الآیۃ انّ موسیٰ علیہ السلام اختار سبعین رجلاً من اشراف قومہٖ ونجبآء ھم اھل الاستعداد والارادۃ والطلب والسلوک فَلَمَّا اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ ای رجفۃ البدن التی ھی مبادی صعقۃ الفنآء عند طریان بوارق الانوار وطوالع تجلّیات الصفات من اقشعرار الجسد والانتقادہ و کثیراً ماتعرض ھٰذہٖ الحرکۃ للسالکین عند الذکر او سماع القرآن اوما یتأثرون بہٖ حتّٰی تکاد تتفرق اعضآء ھم وقد شاھدنا ذٰلک فی الخالدیین من اھل الطریقۃ النقشبندیہ وربّما یعتریھم فی صلاتھم صیاح معہ فمنھم من یستانف صلوٰتہٗ لذالک ومنھم من لایستانف وقد کثر الانکار علیھم وسمعت بعض المنکرین یقولون ان کانت ھٰذہٖ الحالۃ مع وجود۔ العقل والشعور فھی سوءِ ادبٍ ومبطلۃ الصلوٰۃ قطعاً وان کانت مع عدم شعورٍ وزوال عقلٍ فھی ناقضۃٌ للوضوء ونراھم لا یتوضؤن ۔

وَاُجِیبُ بانہا غیر اختیاریۃ مع وجود العقل والشعور وھی کالعطاس والسعال ومن ھنا لا ینتقض الوضوء بل ولا تبطل الصلوٰۃ - ونص بعض الشافعیۃ ان المصلی لو غلبہ الضحک فی الصلوٰۃ لا تبطل صلوٰتہ ولعذر لک فلا یبعد ان یلحق ما یحصل من آثار التجلیات الغیر الاختیاریۃ بما ذکر (للعلۃ المشترکۃ بینھما) ولا یلزم من کونہ غیر اختیاری کونہ صادراً من غیر شعور فان حرکۃ المرتعش غیر اختیاریۃ مع الشعور بھا وھو ظاھر فلا معنیٰ للانکار - انتھیٰ

(تفسیر روح المعانی ص۱۵۵ ج۔۳۔ سورۃ اعراف)

ترجمہ:- اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر (۷۰) افراد ہمارے میقات کیلئے منتخب کئے پس جب ان کو رجفہ نے پکڑ لیا۔ علامہ محمود آلوسی بغدادی نے اس آیت کی تفسیر میں روح المعانی جلد ثالث میں تحریر فرمایا ہے کہ۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے (۷۰) ایسے آدمی منتخب کئے جو کہ شریف، بزرگ، با استعداد، مریدین حق، اصحاب طلب اور اہل سلوک تھے پس جب ان کو رجفہ نے پکڑ لیا...... الخ یعنی بدن کی حرکت نے ان کو پکڑ لیا جو کہ فناء کی صعقہ کی ابتداء میں پیش آتی ہے انوارات رحمانیہ کے نزول اور صفات کی تجلیات کے ورود کے وقت یہ حالت پیش آتی ہے۔ جس اثر سے بدن اقشعرار الجسد حرکت اور اضطراب میں آتا ہے اور اکثر اوقات میں یہ حالت سالکین طریقت

کو ذکر اور تلاوت قرآن کے وقت پیش آتی ہے اور جس چیز سے وہ تاثیر لیتے ہیں (یعنی توجہ اور نعت خوانی) سننے سے بھی یہ حالت پیش آتی ہے جو کہ اسباب تاثیر میں داخل ہیں — یہاں تک کہ ان کے اعضاء بھی ٹوٹ جاتے ہیں اور ہم نے یہ حالت حضرت مولانا خالد قدس سرہ کے مریدین سے مشاہدہ کی ہیں اور بعض اوقات میں ان کو نماز میں بھی حرکات کے ساتھ صیاح بھی پیش آتے ہیں پس بعض نماز اعادہ کرتے ہیں اور بعض اعادہ نہیں کرتے اور ان پر انکار زیادہ ہو رہا ہے اور میں نے بعض منکرین سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حالت عقل اور شعور کے باوجود ہے تو یہ بے ادبی ہے اور نماز کیلئے قطعی طور پر باطل کرنے والی ہے اور اگر عقل اور شعور زائل ہونے کی وجہ سے ہے تو پھر سکر کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہ سالکین وضو کا اعادہ بھی نہیں کرتے ہیں لیکن میں اس اعتراضِ مذکور کے جواب میں کہتا ہوں کہ نماز میں یہ حالتِ مذکور (یعنی حرکات اور صیاح) غیر اختیاری ہے اور یہ حالت عقل اور شعور کے باوجود پیش آتی ہے اور اس کی مثال کھانسی اور عطس کی طرح ہے کہ غیر اختیاری طور پر پیش آتی ہے۔ اس لئے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ نماز باطل ہے اور شوافعؒ نے کہا ہے کہ اگر نمازی پر ہنسنا غالب آجائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہے اور نمازی اس صورت میں معذور سمجھا جائے گا۔

پس بعید نہیں کہ تجلیات غیر اختیاریہ کے آثار کو بھی اس
کے ساتھ ملحق کیا جائے اور عدم فساد صلوٰۃ پر حکم کیا
جائے اور کسی چیز کے غیر اختیاری ہونے سے اس چیز
کا غیر شعوری ہونا لازم نہیں کیونکہ مرتعش کی حرکت غیر اختیاری
ہے اور غیر شعوری نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ عقل اور شعور
موجود ہوتی ہے اور یہ تو ظاہر باہر معاملہ ہے پس اس سے
انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

تو علامہ محمود آلوسی بغدادی نے بدن کی حرکت اور کانپنا خداوندِ قدوس
کے انوارات کا اثر قرار دیا نیز یہ بھی فرمایا کہ یہ حالت سالکین اور مریدین اور
خصوصاً طریقہ نقشبندیہ کے بزرگوں کو حالتِ ذکر اور تلاوتِ کلام اللہ
کے وقت یا توجہ مرشدِ کامل مکمل کے وقت یا خشیتہ خداوندی کے
غلبہ کے وقت پیش آتی ہے کبھی یہ حالت اقشعرار کم ہوتی ہے اور
بعض بدن پر زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ لطائف کی حرکت اور بعض اوقات میں
غلبہ پا کر سارا بدن حرکت کرنے لگتا ہے اور اعضاء ٹوٹ جانے کا
خودہ محسوس ہوتا ہے نیز کبھی نماز کے اندر بھی اقشعرار جسد اور
صیاح طاری ہوتے ہیں جیسا کہ روح المعانی کی عبارت سے واضح
ہوا لیکن عقل اور شعور کے موجود ہونے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں
ہوتی اور وضو بھی نہیں ٹوٹتا صرف اختیار سلب ہوتا ہے۔

ایک عجیب اور مزیدار لطیفہ

یہ بات تو ثابت ہو چکی ہے کہ پیر محمد چشتی چترالی متعصب اور نابینا ہے یعنی بے علم ہے اسی لئے تو حکم اور فتویٰ دیتا ہے من جو فد اور اسی طرح بعض علماء اور رسمی پیر جنہیں اللہ پاک نے بصیرت اور علوم الٰہیہ سے محروم کر دیا ہے اور جو خسران عظیم میں مبتلا ہیں اسی لئے کہ انہوں نے بھی حرکتِ لطائف اور جذب کو حرام کہا اور پیر محمد چشتی کی تقلید کی ہے۔ لوگو! عجیب تماشا ہے ایک اندھا دوسرے اندھے پر سوار ہے۔

کما قال: سمعت ابا موسیٰ عیسی الضموی یقول دخلت الحمام فاذا اباعمیٰ قد رکب اعمیٰ فقال لہ ماھذا اقال ظلمات بعضھا فوق بعض۔ (العقد الفرید ص ۱۳۲۔ ج ۸)

ہمارے اس تمام مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ پیر محمد چشتی زندیق اندھا اور نابینا ہے اور اس کی تقلید کرنے والے اندھے جو اس کے تابع ہیں اور حرکت لطائف اور اقشعرار جسد کو حرام کہتے ہیں تو تاریکی ہے تاریکی کے اوپر۔ فافھم پیر محمد چشتی قاصر العقل متعصب ہے۔

سوال: تعصب کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ وھل ھذا الامن عدم البصیرۃ وفرط شدۃ العصبیۃ الباطلۃ وقد عرفت فیما مضیٰ ظلم المتعصبین الذین عرفوا الحق وغمضوا اعینھم عنہ۔ (عینی شرح بخاری ص ۲۹۱ ج ۵)

ترجمہ:۔ یہ اور کچھ نہیں صرف اس کی یہ وجہ ہے کہ سمجھ نہیں رکھتا اور

باطل تعصب اس پر غالب ہوگیا ہے۔ گذری ہوئی بحث سے آپ سمجھ گئے ہونگے کہ متعصبوں نے بہت ظلم کیا ہے۔ اور حق ان لوگوں نے جان لیا ہے جنہوں نے حق سے آنکھیں نہ بند کیں۔

وفی الحامدیۃ: قال فخر الاسلام لما سئل عن التعصب قال الصلابۃ فی المذھب واجبۃ والتعصب لا یجوز، والتعصب السفاھۃ والجفاء فی صاحب المذھب جواھر الفتاوی من السادس فی الکراھیۃ (الحامدیۃ ص ۳۶۸ ۔ ج ۲ ایضاً فی الفتاوی الخیریۃ ص۲۶ ج ۲)

فخر الاسلام سے جب تعصب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ مذہب پر مضبوط طریقے سے کھڑا ہونا واجب ہے اور تعصب جائز نہیں ہے اور جو کوئی مذہب مانتا ہے تو تعصب ان کیلئے کم عقلی اور جفا ہے پیر محمد چشتی زندیق نے جو حرکت لطائف کا انکار کیا ہے تو یہ عین ظلم ہے اور ظلم امر شنیع ہے اس لئے کہ ظالم اپنے ایمان کا خاسر ہے۔

سوال: تعصب کرنا کس کا کام ہے؟

جواب: قولہ ودعاء التعصب فانہ باب عظیم من ابواب الشیطان۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ۔

(طحطاوی علی الدر المختار ص۴۲ ج ۱)

تعصب سے بچنے کی دعا کرنی چاہیئے کیونکہ تعصب شیطان کے دروازوں میں سب سے بڑا دروازہ ہے۔

اے خدائے کریم! ہم آپ سے شیطان کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔

جیساکہ معلوم ہوچکا ہے کہ پیرِ محمد زندیق متعصب ہے اور تعصب خصلتِ شیطان ہے تو پیر محمد چشتی چترالی اس شیطانی خصلت اور وسوسے کی بناپر وجد اور جذب اور حرکتِ لطائف کا منکر ہوا بغیر کسی سندِ شرعی کے لہٰذا اس کا قول مردود ہوا۔

قولہ فالدعوی بدون الدلیل باطل وصاحبہا ضال مضل والداعی کالزانیۃ والتابع لہ علی ھواہ کولد الزنا فان ولد الزنا ھالک حکماً لعدم المربی والاتباع لمبتدع لاینتج الاالبدعۃ والالحاد۔
(روح البیان ص ۲۰۸۔ج ۱۔ وایضاً فی شیخ زادہ حاشیۃ بیضاوی ص ۵۱۸۔ج ۱۔ وبیضاوی شریف ص ۳۵۵)

حاصل:۔ پیرِ محمد چشتی زندیق مندرجہ بالا عبارت کی بناپر دو حکموں کا مصداق بنا۔ پہلا یہ کہ ضال اور مضل ہوا اور دوسرا یہ کہ اس کی مثال زانی عورت کی طرح ہے اور اس کے تابعداروں کا حکم ولد زنا کی طرح ہے اور ولد زنا سرپرست نہ ہونے کی وجہ سے ہلاک کے حکم میں ہے اسلئے کہ پیرِ محمد چشتی زندیق ضال بنفسہ ہے اور مضل ہے تمام لوگوں کے لئے کیونکہ اس نے لوگوں کے ایمان کو خسارے میں ڈالدیا ہے تو ایسا علم اللہ تعالیٰ کسی کو بھی نصیب نہ کرے کیونکہ یہ تو عین طوفانِ نوح علیہ السلام ہے۔

ایک بار پھر وضاحت کردیں کہ اس تمام کتاب کا خلاصہ یہی ہے کہ حکم کرنا بغیر کسی دلیل شرعی کے مردود ہے لہٰذا واجب ہے عالم پر کہ اس حکم کا رد کرے اس لئے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے

قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ ط

ترجمہ: فرما دیجئے اُن سے اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ اپنی دلیل لے آئیں اگر یہ اپنے قول میں صادق ہیں!

اور فرمایا ہے فواتح الرحموت کے صاحب نے کہ =

لانہ لایثبت الحکم من غیر دلیل ولم یوجد فلا یوجد الجواز لان مالا دلیل علیہ شرعاً یجب نفیہ شرعاً۔ (بحر العلوم ص ۳۹۳ ج ۲ وفیض الباری وبیضاوی وشیخ زادہ)

میں نے جب "السعید" رسالہ میں پیر محمد چشتی چترالی کا مضمون مطالعہ کیا تو مجھے اس کے علم کا اندازہ ہو گیا۔ ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک کابلی سے کسی نے پوچھا کہ آپ کس وطن سے آئے ہیں تو اُس نے جواباً عرض کیا "کابل" سے۔ "کون سی کتاب شروع کرو گے؟" کہنے لگا "ہدایہ"، اُس نے کہا "بس علم شما معلوم شد از قافِ کابل وجائے ہدایہ" پشتو زبان کے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

دَ جاء دَ ھدا ئے نہ اَو دَ قافہ دَ کابلہ

ستا علم رامعلوم شہ اے نادانہ حِمار کلہ

مجھے معلوم ہوا کہ پیر محمد چشتی چترالی کتاب اللہ، احادیث، فقہ اور تفاسیر سے باخبر نہیں ہے اسی لئے تو حرکت لطائف اور وجد جذب کو حرام کہتا ہے جو نص قطعی اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

وجد امام غزالیؒ کے نظر میں

حضرت امام غزالی قدس سرہ نے الاملاء عن اشکالات الاحیاء میں حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرمایا ہے

الوجد: رَفعُ الحِجَابِ وَمُشَاهَدَةُ الرَّقِيبِ وَحضورُ الفهم

وَملاحظۃُ الغیب و محادثۃ الس وایناسُ المفقود ۔ ص ۱م ۵ الام

یعنی وجد حجابات کے اُٹھ جاتے ، محبوبِ حقیقی کے مشاہدہ کرنے

فہم اور سمجھ کے حاضر رہنے ، پوشیدہ چیز (شریعت وطریقت کے رموز واسرار

ملاحظہ کرنے ، بھید کی بات چیت کرتے ، کھوئے ہوئے (محبوب) سے

مانوس ہونے کا نام ہے ۔

اسی صفحہ میں مزید تفصیل سے بیان فرمایا کہ اسی کیفیت سے تصدیق

غیبی از خود پیدا ہوتی ہے اور جب یہ دِل میں جاگزیں ہو جائے تو ہر قسم

کے شک وشبہ (شریعت کے امور میں) زائل ہو جاتے ہیں نفس کے آثار

اور اس کے اسباب ، حجابات میں چلے جاتے ہیں ، اور یہ اسباب

منقطع ہوتے ہی خالص ذکر حاصل ہو جاتا ہے ، قلب نرم ، صحت مند

اور صاف ہو جاتا ہے ، وعظ اور نصیحت اس میں سرایت کر جاتے ہیں (

..... صفحہ مذکورہ ۔

احیاء علوم الدین ص ۲۹۹ ۔ جلد دوم میں حضرت غزالی قدس

سرہٗ نے فرمایا ۔

الوجد الحق ھو ما ینشاءُ من فرط حب اللہ تعالیٰ وَ

صدق ارادتہٖ والشوق الیٰ لقائہٖ ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کے غلبہ صدقِ نیت ، اور

اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے شوق میں جو حالت پیدا ہو وہی

وجد ہے ۔

وجد کے اسباب

اس صفحہ میں مزید فرمایا

وَمِنْ اَسبابِها السماعُ و مجالسة الصالحينَ والخائفين والمحسنين والمشتاقين والخائفين فمن جالَسَ شخصاً سَرَت اليهِ صِفَاتُهُ مِنْ حيث لا يدري وَيَدُلُّ على امكانِ تحصيل الحُبّ وغيرهٖ من الاحوال بالاسباب قول رسول اللهِ صلى الله عليه وسلم في دُعائِهٖ اَللّٰهُمَّ ارزُقنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَحُبَّ من يقربُني الى حُبّكَ۔

اور اس کے اسباب میں سے سماع (حمد، نعت، منقبت، وغیرہ) سننا اور صالح خائف خدا، نیک، متواضع اور ان کی صحبت ہے۔ جو ملاقات خداوندی کیلئے مشتاق ہیں، اس لئے کہ جو جس کے ساتھ بیٹھتا ہے اس کی صفات بیٹھنے والے میں سرایت کر جاتی ہیں یہاں تک کہ اس کو پتہ ہی نہیں چلتا۔ ان (بزرگوں کی صحبت سماع وغیرہ) اسباب کے محبتِ خداوندی و دیگر احوال کے لئے امکانی ذریعہ حصول ہونے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دلیل ہے جو آپ دعا میں فرمایا کرتے تھے کہ یااللہ! مجھے اپنی محبت عطا کر اور اُن کی محبت جو تجھ سے محبت رکھتے ہوں اور اُن کی محبت جو مجھے تیری محبت کی طرف قریب کریں۔

وجد کی علامات

وَكُلُّ مَا يُوْجَدُ عقيبَ السماعِ فی النفس فهو وَجْدٌ ، فالطُّمَانِيةُ والاِقشعرارُ والْخَشْيةُ وَلِينُ القلبِ كُلُّ ذالك وَجْدٌ۔

سماع کے بعد طبیعت میں جو کیفیت پیدا ہو اسی کا نام وجد ہے خواہ وہ اطمینان و سکون کی صورت میں ہو یا بدن کے بال کھڑے ہو جانے کی صورت میں یا خوفِ خدا اور دل میں نرمی پیدا ہونے کی صورت میں یہ تمام وجد میں داخل ہیں۔ الغرض وجد و جذب اہم، ضروری یا مقصودی نہ ہوتے ہوئے بھی ایک سالک کی سعادت مندی کی دلیل ضرور ہے کہ اس سے دنیاوی خیالات و تفکرات زائل ہوتے ہیں، بندہ کا صحیح تعلق اپنے خالق و مالک، محبوب و معبودِ حقیقی سے ہو جاتا ہے شریعت مطہرہ کے رموز و اسرار دل نشین ہو جاتے ہیں وغیرہ۔

ایسے عمدہ وجد کے جواز کیلئے چنداں دلائل کی ضرورت تو ن
لیکن چونکہ بعض ظاہر بین جو کہ دینِ متین کی گہرائیوں میں جانے اور
کی نعمت، نیز ایسے بلند مراتبِ قرب سے محروم و محجوب ہیں، ایسی با
حالات پر بلا وجہ انکار اور اعتراض کرتے چلے آئے ہیں جیسا کہ دور
میں رئیس الشیطٰن پیر محمد چشتی جو جذب وجد کا
منکر ہے بلکہ اس حالتِ حمیدہ کو حرام کہتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

اس قسم کے وجد و جذب بفضلہ تعالیٰ آج بھی موجود ہیں۔

محبوب کا نام سن کر جنبش کرنا بزرگی کی علامت ہے

رسالہ چہل حدیث (مولفہ امام عمر بن سعید علیہ الرحمہ) حدیث ۲۷ کے حوالے سے مولوی عبد الشکور صاحب ختقی، قادری، نقشبندی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا۔

عن انس بن مالك اِنّا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ انزل جبرئیل علیه السلام فقال یارسول الله صلی الله علیه وسلم اِنّ فقراء اُمتك ید خُلونَ الجنة قبل الاغنیاً بنصف یوم فهوَ خَمْسُمِائةِ عامٍ ففرحٌ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اُفیکم من یُنْشِدُ نَا فقال بدوی اَنَا یا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال هاتِ فأنْشد البدوی

شعر

قد لسعت حیة الهوی کبدی ❁ فلا طبیب لها ولا راقٍ

اِلا الحبیب الذی شغفتُ به ❁ عِندَہٗ رُقیتی و تریاقیِ

فتواجَدَ رسول الله صلی الله علیه وسلم وتواجد الاصحابُ معهٗ حتی سَقَط رداءُہٗ عن منکبیه فلما فرغوا اوی کل واحدٍ منهم اِلیٰ مکانه قال معاویةُ بن اَبی سفیان مَا اَحسن لعبکُم یا رسول الله فقالَ مه یا معاویة لیس بکریم من

لم يهتز عند ذكر الحبيب ثم قسم رداءُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بين من حاضرهم باربع مأة قطعات۔
(حجة السالکین ص۱۲۸ ۔ رہنمائے سالکین ص۱۳۹ مطبوعہ حاجی عبد الغفور)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم آپ کی امت کے غرباء تونگروں (صاحب ثروت) سے نصف دن پہلے جنت میں جائینگے جو (دنیا کے دن کے) پانچ سو برس کے برابر ہے۔ (یہ سنکر) رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے (جو خوشی کے اس موقع پر) ہم کو اشعار بنا کر سنائے۔ اس پر ایک بدوی (دیہاتی) نے کہا یا رسول اللّٰہ! میں سناؤنگا۔ آپ نے فرمایا لاؤ (سناؤ!) بدوی نے یہ اشعار سنائے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

٭ میرے جگر کو (محبوب کی) خواہش کے سانپ نے ڈس لیا جس کیلئے نہ تو کوئی حکیم ہے نہ جھاڑ پھونک کرنے والا ہے۔

٭ مگر وہ حبیب (مخلص ساتھی) جس کی محبت سے فریفتہ ہوں اسی کے پاس میرے لئے تریاق بھی ہے اور تعویذ بھی۔

(یہ اشعار سن کر) رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر وجد طاری ہوگیا۔ یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک سے چادر مبارک گر پڑی، پھر جب

وجد سے فارغ ہوئے، وجد فرو ہوا تو ہر ایک اپنے اپنے مکان پر گیا۔ (جہاں پہلے تشریف فرما تھے) تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! کتنا ہی حسین لعب ہے، اس پر حضرت امیر معاویہؓ سے فرمایا۔ ایسا نہ کہو! (یعنی اس مخصوص حالت کو کھیل سے تشبیہ نہ دو یہ محبوب حقیقی کی یاد سے جنبش تھی اور) جو شخص اپنے محبوب کا ذکر سُنکر جنبش میں نہ آئے وہ کریم (بزرگ) نہیں ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم (کی اس وقت زیب تن کی ہوئی) چادر مبارک کے چار سو ٹکڑے کر کے حاضرین میں تقسیم کیے۔

ماخذ حدیث

یہ حدیث شریف نعت خوانی، شعر و اشعار، سننے، سنانے اور وجد و جذب کے جواز کیلئے واضح دلیل ہے!۔ اس لئے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار سنانے کا امر کیا ۲۔ اشعار سُنکر آپ کے اوپر وجد کا غلبہ ہوا۔ ۳۔ اپنے اپنے مکانات سے (جہاں پہلے تشریف فرما تھے) ہٹ کر ادھر اُدھر گئے۔ ۴۔ اسی عالم میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوشِ مبارک سے چادر گر پڑی۔ ۵۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وجد کو لہو و لعب کھیل کود سے تشبیہ دینے کو ناپسند کرنا۔ ۶۔ نیز بزرگی کی علامت ہی یہ بیان فرمائی کہ اپنے محبوب کے ذکر سے حرکت و جنبش میں آجائے۔ بس حضرات صوفیاء کرام بھی انہی چیزوں کو وجد و جذب سے تعبیر کرتے ہیں۔

احیاء علوم الدین جلد دوم صفحہ ۲۹۷ میں حجۃ الاسلام

حضرت امام غزالی قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک بار حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ نساء کی تلاوت کی جب آیۃ مبارکہ

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا پر پہنچے تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سرمگیں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا "حسبک" (بس یہی کافی ہے) صحیح بخاری و مسلم۔

وفی روایۃ انہ علیہ السلام قَرَءَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اَوْ قُرِءَ عِنْدَهٗ اِنَّ لَدَيْنَا اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ہ فصعق (ایک اور روایت میں ہے کہ ایت (اِنَّ لَدَيْنَا) آپ نے خود تلاوت کی یا آپکی موجودگی میں کسی اور نے تلاوت کی، آپ نے آوازِ بلند کی (ذکر اللہ سے) یاد رہے کہ لغت میں لفظ صعق کا معنی بے اختیار اضطراری کیفیت بھی مذکور ہے۔

قرآن سن کر تابعی کا بے اختیار ہونا اور جنوں کا فوت ہو جانا

حدیث کی مشہور و مستند کتاب جامع ترمذی شریف میں قاضی بصرہ حضرت زرارہ بن اوفیٰ تابعی رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ بنی قتلیں کے محلہ میں امامت کرایا کرتے تھے ایک مرتبہ نمازِ فجر میں آیت مبارکہ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ پڑھی اور بے اختیار ہو کر گر پڑے اور فوت ہو گئے۔

اس حدیث شریف کے تحت تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی

میں قرآن سن کر مرجانے کے چند واقعات تحریر کئے گئے ہیں مثلاً حضرت خلید رحمۃ اللہ علیہ نے آیت مبارکہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ۔ کی تلاوت کی اور چند بار تکرار کیا، گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کہ تُرَدِّدُ الخ۔ (کب تک اسی آیت کی تکرار کرتے رہو گے؟) اس سے چار جنوں کو تو مار چکے ہو جنکو آسمان کی طرف سر اٹھانے کی بھی ہمت نہ ہوئی پہلے ہی فوت ہو گئے۔

یہ سن کر آپ رنج وغم سے اس قدر نڈھال ہو گئے کہ اہل خانہ تک حیران رہ گئے گویا کہ بدل گئے تھے۔ تحفۃ الاحوذی ص ۵۲۴۔ جلد ثانی۔

حضرت عمر اور حضرت سلمان (فارسی) رضی اللہ عنہم کا قرآن سنکر بے اختیار ہونا

الحدیقۃ الندیۃ میں حضرت شیخ محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام شعرانی علیہ الرحمۃ کی کتاب تنبیہ المغترین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ

قرء عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ اذا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ،
حتّٰی بَلَغَ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ الایۃ فخر مغشیا علیہ۔
وصار یضربُ علی الارض ساعۃ کبیرۃً۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ تکویر کی تلاوت کی جب آیت مبارکہ واذا الصحف نشرت پر پہنچے مضطرب ہو کر گر پڑے اور کافی دیر تک زمین پر (ہاتھ پاؤں مارتے رہے)

وکان میمون بن مھران یقول سمع سلمان الفارسی قارِئًا یَقْرَءُ اِنَّ جَھَنَّمَ لَمَوْعِدُھُمْ اَجْمَعِیْنَ (الایۃ) فصاح ووضع یدہٗ علیٰ رَءْسِہٖ وَخَرَجَ ھَائِمًا لَا یُدْرٰی اَیْنَ

يَتَوَجَّهُ مُدَّةَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ - الحدیقۃ الندیہ ص ۱۰۹ -

حضرت میمون بن مہران سے مروی ہے کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے آیت وَ اِنَّ جَهَنَّمَ الخ سنی۔ خوفِ خدا سے چیخ ماری اور سر پر ہاتھ رکھ کر پریشان حالی کے عالم میں نکل پڑے تین دن تک یہ پتہ نہ چل سکا کہ کہاں چلے گئے۔

مشہور تابعی اور فقہ کے بانی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے امام سے آیت ولا تحسبن الله الخ سنی تو بدن پر کپکپی طاری ہو گئی یہاں تک کہ دوسروں کو معلوم ہو رہی تھی۔ الخیرات الحسان ص ۳۹

فائدہ :- ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ وجد و جذب کی حالت میں بھاگنا، دوڑنا زمین پر گر کر ہاتھ پاؤں مارنا، نیز بلا اختیار کسی طرف چلا جانا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے۔ چنانچہ رسالہ رُوحِ نماز صفحہ ۲۳ میں حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ ایک دن کسی سے آیت اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُ مِنْ دَافِعٍ ۔ الایۃ سنکر بہت بڑی چیخ ماری اور بے اختیار ہو کر گر پڑے، اُٹھا کر گھر لائے گئے۔ مسلسل ایک مہینہ تک بیمار رہے۔

لیکن پھر بھی ان دلائل کثیرہ کی موجودگی میں پیر محمد چشتی زندیق اپنے عقیدے اور جہل پر راضی ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

تعلم یا فتی فالجهل عار
ولا یرضٰی به الا الحمار

احادیث مبارکہ دربارۂ اقشعرار الجسد و حرکات اللطائفؒ

من اقشعر جلدہٗ من خشیۃ اللّٰہ تحاطت عنہ الذنوب کما
تحاطت ورقۃ الشجرۃ الیابستہ۔
ترجمہ: جس کسی کا بدن اللہ تعالیٰ کی خشیت اور خوف کیوجہ سے حرکت
میں آنے لگے تو اس سے اس طرح گناہ زائل ہو جاتے ہیں جس طرح
خشک درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔
فکر کا مقام کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لطائف کی حرکت (جو بعض بدن
کی حرکت ہے) یا کل بدن کی حرکت (جو کہ وجد اور جذب ہے) کو گناہوں کے
زائل ہونے کا سبب بتاتے ہیں اور پیر محمد چشتی اُسے فعل حرام قرار دیتا ہے
جو فی نفسہٖ گناہ ہے تو دوسرے گناہوں کے ازالہ کا سبب کس طرح بن سکتا
ہے۔ ع ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا۔ یہ تو صریحی طور پر
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرنا ہے۔ العیاذ باللہ جو کہ کفر تابیدی ہے
اگر کوئی کہے کہ ان روایت میں جسد کا لفظ آیا ہے، قلب یا دوسرے
لطائف کا نام تو نہیں؟ تو ہم جواباً کہتے ہیں کہ جسد عام ہے کل جسد ہو یا بعض
اور بعض مطلق میں لطائف کی حرکت داخل ہے۔
اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوبات شریف جلد اول دفتر اوّل
مکتوب ص ۲۹۲ میں فرماتے ہیں کہ
کامل مکمل اولیاء کرامؒ کی توجہ شریف سے مُردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں اور حرکت
کرنے لگتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "احیاء دلہائے مُردہ بتوجہ شریف او منوط است۔"

اور پیر محمد توجہ شیخ اور احیاء لطائف کو ایک خاص عمل کا کرشمہ، دھوکہ بازی اور مشق سے تعبیر کرتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

سود اللہ وجھہٗ۔

مکتوبات شریف میں متعدد مکاتیب لطائف کے جریان، حرکات، اضطرابات، کمالات اور مقاماتِ لطائف کے بیان میں صادر ہو چکے ہیں جن کا نقل کرنا موجب ملال اور تطویل ہے۔ مکتوب ۲۶۰ لطائف عشرہ، ولایاتِ ثلاثہ اور کمالات مع الحقائق کے بیان میں صادر ہوا ہے۔ مطالعہ کیجیئے۔ اور تعجب ہے کہ پیر محمد زندیق شیخ کی توجہ کو کرتب اور خاص عمل کا کرشمہ قرار دیتا ہے اور حرکت لطائف کو مشق اور دھوکہ بازی قرار دیتا ہے تو پیر محمد فی الحقیقت امام مجددؒ کو دھوکہ بازی اور مشق کی طرف منسوب کرتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ اور امام ربانی کا مقابلہ کر رہا ہے تو لایخالفہ الا الزندیق کے مضمون پر بدترین پیر محمد زندیق ہی ہے۔ خذلہُ اللہ سبحانہٗ

اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنے کتاب "قول الجمیل فی شفاء العلیل" میں سلسلہ مجددیہ کی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ عالیہ میں متعدد لطائف ہیں جو اسم ذات کے ذکر سے متحرک ہوتے ہیں۔ کچھ آگے فرماتے ہیں۔ "ولکل من ھٰذہ الاعضاء (اللطائف) حرکۃ نبضیۃ" کہ اس سلسلہ مجددیہ میں تمام لطائف نبض کی طرح حرکت کرنے لگتے ہیں۔

المختصر یہ کہ لطائف عشرہ انسانی (جس میں پانچ عالم امر کے ہیں اور پانچ عالم خلق کے ہیں) امت مسلمہ کے اولیاء کرامؒ اور علماء راسخینؒ، مفسرین کرامؒ اور محدثینؒ کے نزدیک قطعی الثبوت اور تواتر امر ہے اور نصوصِ قطعیہ

سے ثابت ہیں اور ان لطائف کی حرکت اور جریان بذکر اللہ تعالیٰ بھی قطعیۃ الثبوت ہے اور اولیاء کرام کے اخص الخواص طبقہ کا حال ہے خصوصاً مشائخ نقشبندیہ مجددیہ قدست اسرارہم کی عظیم کرامت اور بزرگی ہے کہ اس طرح خوق العادۃ میں استدراج کا شائبہ تک نہیں کیونکہ امام ربانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ :" کامل مکمل مشائخ کبار رحمۃ اللہ علیھم کا خاصہ یہ ہے کہ مُردہ دِل ان کی توجہ شریف سے زندہ ہوتے ہیں ۔"
(مکتوبات جلد اول مکتوب ۲۹۲۔)

علامہ حافظ شیرازی فرماتے ہیں کہ ؎

ہرگز نمیرد آن کس کہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اگر کوئی مُردے کو زندہ کرے تو اتنی بڑی کرامت اور خرق العادۃ نہیں جس طرح کوئی شخص مردہ دِل لطائف کو ذکر اللہ سے زندہ کر کے کدوراتِ معنویہ سے صاف کرے ۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ
" تصفیۃ قلب المؤمن خیر من عبادۃ الثقلین ۔" (مرقات شرح مشکوٰۃ ۔)

مومن کا دل صاف کرنا انس و جن کے عباداتِ نافلہ سے بہتر ہے ۔ کوئی مستدرج آدمی کسی کو حیاتِ قلبی نہیں دے سکتا کیونکہ حیاتِ قلبی اور لطائف کی حرکات اور اضطرابات ، صفاتِ فعلیہ خداوندی ، صفاتِ ذاتیہ حقیقیہ ، شیوناتِ ذاتیہ ، صفاتِ صلبیہ اور شان جامع کی تجلیات کے وُرُود کی وجہ سے ہوتی ہیں جس کے حاملین کُمل اولیاء امت ہوتے ہیں ۔ فاسق ، فاجر

اور کافر لوگوں کے لئے اس سے حصہ نہیں اور اگر ان تجلیات کا ایک ذرہ بھی کافر کو پہنچ جائے تو وہ کافر نہیں رہے گا بلکہ اسلام حقیقی سے مشرف ہو جائیگا جیسا کہ امام مجددؒ نے واضح فرمایا ہے تو ایسے عظیم المرتبت چیز کے ساتھ استہزاء کرنا اور اس کو حرام اور ناجائز قرار دینا اور کرتب سے تعبیر کرنا بالفاظ دیگر عظیم المرتبت اولیائے کرام کی ولایت سے انکار کرنا ہے اور نصوص قطعیہ کے ساتھ استہزاء کرنا ہے جو کہ اجماعی طور پر کفر بواح ہے۔

لطائف کی حرکت اور جریان جو کہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے فی الحقیقۃ وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے تو یہاں وجد کا مسئلہ ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وجد (خواہ حرکات غیر اختیاریہ کی شکل میں ہو۔ خواہ آہ، اوہ اور اُف کی صورت میں ہو، خواہ نماز کے اندر ہو یا خارج نماز ہو، خواہ بعض بدن اور لطائف کی حرکت کی صورت میں ہو یا کل بدن کی اضطرابات اور کپڑے پھاڑنے کی صورت میں ہو) نصوص قطعیہ کے ساتھ ساتھ فقہائے کرامؒ اور علمائے راسخینؒ کی عبارات سے ثابت ہے اور منکرین وجد فی الحقیقت ملحدین کی صف میں داخل ہیں۔

دلائل وجد فی الصلوٰۃ

بعض اوقات خاشعین اور بزرگ لوگوں پر نماز کے اندر خشیۃ خداوندی کی وجہ سے اقشعرار جلد اور صیاح طاری ہوتے ہیں۔ جس طرح روح المعانی کی عبارت سے ثابت ہوا اسی طرح فقہائے کرام رح

نے بھی تصریح فرمائی کہ یہ حالت جائز اور محمود حالت ہے۔ ہم یہاں چند فقہائے کرامؒ کی عبارات نقل کرتے ہیں تاکہ مسئلہ پوری طرح واضح ہو جائے

۱۔ نماز میں صیاح طاری ہونے کے بارے میں ہدایہ جلد اول ص ۱۲۰ میں مرقوم ہے کہ

فان ان فیہا اَوتأوّہ اوبکیٰ فارتفع بکائہٗ (ای حصل منہٗ الحروف) فان کان (ای کل ذالک) من ذکر الجنۃ او النار لم یقطعہا لانہٗ یدل علیٰ زیادۃ الخشوع وانکان من وجع او مصیبۃٍ قطعہا لان فیہا اظہار الجزع والتاسف فکان من کلام الناس۔ (ھدایۃ ص ۱۲۰ ج۔۱)

ترجمہ: اگر نمازی نے نماز میں "آہ" اور "اُوہ" کیا اور اتنا رویا کہ اس کا رونا حروف پر مشتمل ہو جائے۔ پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے طاری ہو جائے تو نماز فاسد نہیں کرتے کیونکہ یہ زیادہ خشوع پر دلالت کرتی ہے اور اگر دنیاوی درد ومصیبت کی وجہ سے یہ حالت پیش آجائے تو نماز فاسد کرتی ہے کیونکہ پھر اس میں جزع اور افسوس کا اظہار ہے پس لوگوں کی عام باتوں سے شمار کیا جاتا ہے۔ (اور نماز فاسد ہوتی ہے)

۲۔ نیز بحرالعلامہ واقفِ مذاہب اربعہ حضرت عبد الرحمٰن جزیریؒ اپنے کتاب فقہ علیٰ مذاہب الاربعہ ص ۳۰۰۔ ج ۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

الانین والتأوہ والتأفیف والبکآء اذا اشتملت علیٰ حروفٍ مسموعۃٍ فانہا تبطل الصلوٰۃ الا اذا کانت ناشئۃ من خشیۃ

اللہ او من مرض بحیث لا یستطیع منعها ، وهٰذا الحکم متفق علیه بین الحنیفة والحنابلة وبین المالکیة فی مسئلة الخشیة ایضًا ۔ (فقہ علےٰ مذاهب الاربعہ ص ۳۰۰ ۔ ج ۱)

ترجمہ: نماز میں آہ ، اوہ ، اُف کرنا اور اس طرح رونا جو کہ حروف مسموعہ پر مشتمل ہو تو یہ چیزیں نماز فاسد کرتی ہیں مگر جب یہ حالت اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے صادر ہو جائے اور یا ایسی مرض کیوجہ سے صادر ہو جائے جس میں اِن حالتِ مذکورہ کے منع کرنے کی طاقت نہیں ہو تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہ حکم مذکورہ حنفیہؒ اور شوافعؒ کے درمیان اتفاقی ہے اور خشیت کی صورت میں حنابلہ کا بھی یہ مذہب ہے کہ نماز فاسد نہیں ہے ۔

۳۔ اسی طرح شیخ العلامہ زین الدین ابن نجیم قدس سرہٗ بحر الرائق جلد ثانی ص ۳-۴ پر رقمطراز ہیں کہ

والانین والتاوه وارتفاع بکائه من وجع اور مصیبة لا من ذکر جنة او نارٍ ای یفسدها ۔ اما الأنین فهو ان یقول آه کما فی الکافی والتأوّه هو ان یقول أوه ۔۔۔۔۔۔۔

واما ارتفاع البکاء فهو ان یحصل به حروف وقوله لامن ذکر جنة او نارٍ عائد الی الکل فالحاصل انها ان کانت من ذکر الجنة او النار فهو دال علی زیادة الخشوع ولو صرح بهما فقال اللّٰهم انی اسئلك الجنة واعوذ بك من النار لم تفسد صلوٰته ، وان کان من وجعٍ او مصیبةٍ فهو دال علے اظهارهما فکانه قال انی مصابٌ (فتفسد صلوٰته)

ترجمہ :۔ نماز میں آہ اوہ اور حروف پر مشتمل رونا نماز کو فاسد کرتا ہے
جب دنیاوی درد اور مصیبت کیوجہ سے صادر ہو جائے اور
اگر جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے یہ حالت پیش آجائے تو
پھر نماز فاسد نہیں کرتے آنین یہ ہے کہ آہ کریں اور تاوہ
یہ ہے کہ اوہ کریں...... اور بکاء مرتفع یہ ہے کہ اس
کے ساتھ حروف بھی صادر ہو جائیں اور لامن ذکر جنۃٍ
او نارٍ کا قول آہ، اوہ اور بکاء مرتفع تینوں کی طرف
راجع ہے۔

پس حاصل یہ ہے کہ اگر یہ حالت جنت اور دوزخ کی یاد کی
وجہ سے پیش آجائے تو زیادتِ خشوع پر دلیل ہے (اور نماز
فاسد نہیں ہے) اور اگر جنت اور دوزخ پر تصریح کیا پس اس
طرح کہا اے اللہ تعالیٰ! میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں
اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں تو تب بھی زیادتِ خشوع کی
دلیل ہے اور اگر یہ حالت دنیاوی درد اور مصیبت کیوجہ سے
پیش آجائے تو پھر یہ اس درد اور مصیبت کے اظہار پر دلیل
ہے پس گویا اس نے کہا کہ مجھے مصیبت پہنچی ہے اور میں مصیبت
زدہ ہوں (تو اس صورت میں نماز فاسد ہے)

۴۔ فتاویٰ تاتارخانیہ ص ۵۷۹ ۔ ج ۔ ۱ میں علامہ علاء
الانصاریؒ فرماتے ہیں کہ

ولو انّ فی صلوٰتہٖ او تأوّہ او بکیٰ فارتفع بکاؤہ و فی الخانیہ
فحصل لہٗ حروف فان کان من ذکر الجنۃ او النار فصلاتہٗ

تامۃ، وان کان من وجع (ومصیبۃ فسدت، صلوٰتہ عند ابی حنیفہؒ ومحمدؒ تاتارخانیہ ص ۵۷۹ - ج-۱ =

ترجمہ :- اگر کسی نے نماز میں آہ اور اوہ کی اور یا رویا لیکن اس کا رونا مرتفع ہوگیا۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ مرتفع رونا یہ ہے کہ اس کیوجہ سے حروف حاصل ہوجائے پس اگر یہ حالت جنت اور دوزخ کی یاد کیوجہ سے طاری ہوجائے تو نماز تمام اور کامل ہے اور اگر دنیاوی مصیبت اور درد کیوجہ سے طاری ہوجائیں تو اس کی نماز فاسد ہے یہ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ دونوں کا قول ہے۔

۵- اسی طرح علامہ شیخ احمد طحطاویؒ حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۷۴ پر فرماتے ہیں کہ

الوجد مراتب وبعضہ یسلب الاختیار فلا وجہ لمطلق الانکار وفی التتارخانیۃ مایدل علی جوازہ للمغلوب الذی حرکاتہ کحرکات المرتعش اھ ۱ " طحطاوی ص ۱۷۴ "

ترجمہ : وجد کی اقسام ہیں اور بعض وجد ایسے بھی ہوتے ہیں جو اختیار کو سلب کرتے ہیں۔ پس مطلقاً انکار کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ مغلوب الحال سالکؒ جس کی حرکات مرتعش کی حرکات کی طرح غیر اختیاری ہوتی ہیں اس کے لئے (نماز کے اندر بھی) یہ حالت جائز ہے جیسا کہ (روح المعانی کی تحقیق سے واضح ہوا)

۶- اس کے علاوہ حضرت علامہ علی بن حسین الواعظ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی کتاب رشحات ص۱۷ رشحہ ۴ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

"وہم وی میگفت کہ یکی از علماء رسوم نزد شیخ ما آمدہ بود میگفت حال اہل رقص و سماع از دو حال بیرون نیست یا در آن وقت شعور دارند یا ندارند اگر شعور دارند باوجود شعور حرکت در قص و اظہارِ بے خودی بغایت قبیح است و اگر شعور ندارند بعد از شعور طہارت ناکردہ نماز می گذارند قبیح تر است۔ شیخ درجواب آن دانشمند گفتند کہ اسباب نقض یکے آن ست کہ عقل مسلوب میشود چنانچہ مجانین را واقع است و دیگرے آنکہ عقل مستور می گردد چنانچہ درحال اغماء می باشد۔ اما بے شعوری این طائفہ درحالِ رقص و سماع نہ مسلوب شدن عقل است و نہ مستور شدن عقل بلکہ این بے شعوری را جہت آنست کہ در آن محل عقل کلی از عالم الٰہی برین عقل جزوی قابض میگردد و در مملکت وجود سالک حاکم و غالب میشود و این عقل کلی را قوت و قدرت آن ہست کہ تدبیر و ضبط عالمی کند چہ جائے تدبیرِ وضبط بدن در آن حال در ظل حمایت و تدبیر اوست و آن عقل کلی مدبر در مقامِ حفظ و نگہداشت او۔ بلکہ نواقض وضوٗ در آن محل نمی ماند چہ طالب صادق در آن محل از طبیعت و احکام او بتمام بیرون می آید و از لوازم بشریت خلاص میشود پس در آن وقت بتجدید وضوء اصلاً احتیاج نیفتد۔" (رشحات ص۱۷ رشحہ ۴)

۷۔ اسی طرح فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص۱۰ پر مرقوم ہے

ولو ان فی صلوٰتہ او تأوہ او بکیٰ فارتفع بکاوہ فحصل

لہٗ مروف فان کان من ذکر الجنۃ اوالنّار فصلوٰتہٗ تآمۃ
وان کان من وجعٍ اومصیبۃٍ فسدت صلوٰتہٗ ولو تاوہ لکثرت
ذنوبٍ لا یقطع الصلوٰۃ .... وتفسیر الانین ان یقول
آہ آہ وتفسیر التاوہ ان یقول اوہ کذا فی التاتار خانیۃ ــــ
(فتاویٰ عالمگیری ص ۱۰۱ ج-۱)

ترجمہ: اگرکسی نے نماز میں آہ اور اوہ کیا اور یا بکاء مرتفع سے رویا
جس کی وجہ سے حروف حاصل ہوجائیں پس اگریہ حالت جنت اور
دوزخ کی یادکیوجہ سے پیش آئیں تو نماز صحیح اور کامل ہے اور
اگریہ حالت دنیاوی درد اور مصیبت کیوجہ سے صادر ہوجائے
توپھر نماز فاسد ہے اسی طرح اگر گناہوں کی کثرت کیوجہ سے نماز
میں اوہ کیا تو یہ بھی نماز فاسد نہیں کرتا .... اور انین کی
تفسیر یہ ہے کہ آہ، آہ کرے اور تاؤہ کا تفسیر یہ ہے
کہ اوہ کرے اسی طرح فتاویٰ تاتار خانیہ میں بھی مذکور ہے

۸۔ اسی طرح فتاویٰ بزازیہ علےٰ ہامش عالمگیری ص ۱۳۶ ـ
ج-۱ پر مرقوم ہے کہ

وان ارتفع صوتہٗ فحصل بہ حروف انکان من ذکر الجنۃ
او النار لم تفسد صلوتہٗ وان کان من وجع اومصیبۃ
تفسد صلوٰتہٗ (فتاویٰ بزازیہ ص ۱۳۶۔ ج-۱)

ترجمہ: اگر نمازی کی آواز مرتفع ہوگئی اور اس کیوجہ سے حروف
حاصل ہوجائیں تو اگر جنت اور دوزخ کی یاد کیوجہ سے ہیں،
تو نماز فاسد نہیں اور اگر دنیوی درد اور مصیبت کیوجہ سے

روتا ہے اور رونے کے ساتھ حروف حاصل ہو جائیں تو
پھر نماز فاسد ہے۔

تو مذکورہ بالا تمام عبارات پر غور کرنے سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وجد جو کہ انوار الہیہ کے غلبہ کیوجہ سے سالکینؒ اور خاشعینؒ پر طاری ہوتا ہے خواہ بعض بدن پر یہ حرکات طاری ہو جائیں یا تمام بدن پر، خواہ بے اختیار آوازیں اور صیاح مع الحروف نکل جائیں یا بکاء مرتفع کیوجہ سے حروف ظاہر ہو جائیں خواہ آہ، آہ، اُف نکل جائے، خواہ نماز کے اندر یہ مذکورہ حالات پیش آجائیں یا نماز سے خارج پیش آجائیں تو تمام صورتوں میں حالتِ محمودہ، مستحسنہ ہے اور ثابت ہے بالکتاب والفقاہت ہے نہ اس کے ساتھ نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ وضو ٹوٹتا ہے بلکہ اولیائ کرام کی صفت ہے۔ پس اس حالت کو حرام اور دھوکہ بازی قرار دینا بھی کتنا قبیح کفر بواح ہوگا؟

یہ شرعی مسئلہ ہے کہ نماز میں عمل کثیر بلا اصلاح مفسد صلوٰۃ ہے لیکن وارداتِ غیر اختیاریہ کیوجہ سے سالکؒ معذور بن جاتا ہے۔ انفلات الریح، استطلاق البطن اور رعاف دائم کیوجہ سے انسان معذور ہے اسی طرح انوار الہیہ کے ورود کیوجہ سے حرکات وصیاح میں سالکؒ بطریق اولیٰ معذور ہے اور اس کی نماز فاسد نہیں صرف اتنا ہے کہ اگر سالکؒ مغلوب الحال سے نماز میں حرکات اور اضطرابات کثیرہ صادر ہو جائیں اور عمل کثیر غیر اختیاری کے ساتھ نماز ادا کرے اور پھر یہ حالت ختم ہو جائے اور نماز کا وقت باقی ہو تو واپس اعادہ کرنا چاہیئے کیونکہ عذر ختم ہو گیا لیکن اگر نماز میں مشغول ہوتے ہی یہ حالت پیش آتی ہے تو

پھر عذر کے باقی رہنے کیوجہ سے اعادہ لازم نہیں۔ کذ حققہ المفسرون والفقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

متاخرین علماء صلحاء کے چند واقعات

حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم کے چند واقعات جو پچھلے صفحوں میں بیان ہو چکے اُن واقعات کے بعد چند واقعات اور بھی پیش کئے جاتے ہیں تاکہ صراحۃً یہ معلوم ہو کہ وجد و جذب کسی فرد یا کسی زمانہ سے خاص نہیں بلکہ قرآن سُن کر یا وعظ و نصیحت سُن کر یا اپنے پیرو مرشد کی زیارت سے مستفیض ہو کر یا پیر و مرشد کی توجہ سے وجد و جذب کی حالت میں گرنا، کودنا وغیرہ ہر زمانہ میں ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مروی ہے کہ ایک بار مجلس میں درج ذیل بیت سُن کر وجد میں آ گئے۔

مَا زِلْتُ اُنْزِلُ مِنْ وِدَادِكَ مَنْزِلًا
تَتَحَيَّرُ الْاَلْبَابُ عِنْدَ نُزُوْلِهٖ

ترجمہ: تیری محبت کی بدولت میں اس منزل میں پہنچا، جہاں تیری آمد سے عقلیں حیران رہ جاتی ہیں۔

یہ سُنکر وجد کے عالم میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور آوارہ پھرنے لگے یہاں تک کہ کاٹے ہوئے گنوں کی جھاڑی میں چلے گئے۔ گنوں کی پوریاں جو زمین میں موجود تھیں تلوار کی مانند تیز تھیں (اور پاؤں کو کاٹ رہی تھیں) آپ مذکورہ شعر دہراتے ہوئے صبح ہونے تک وہاں گھومتے رہے

اس حال میں کہ پاؤں سے خون بہہ رہا تھا اور پاؤں اور پنڈلیاں سوج گئیں تھیں۔ اس کے بعد کچھ دن زندہ رہ کر فوت ہو گئے، وجد و فہم میں یہ حد یقین کا درجہ ہے۔

الاملاء عن اشکالات الاحیاء ص ۳۷ ۵ للامام غزالی قدس سرہ علیٰ ھامش الاتحاف۔

سید السادات حضرت محبوب سبحانی شیخنا و مرشدنا عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کے مواعظِ حسنہ سے متاثر ہو کر بیسیوں افراد کا بے خود اور بے ہوش ہونا، بلکہ مرغ ِ بسمل کی طرح تڑپ تڑپ کر جان جان آفریں کے سپرد کرنے کے واقعات تو تواتر سے ثابت ہیں۔

مشہور و معروف ماہر علم نحو و منطق حضرت سید میر شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے اوپر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اسی عالم میں آپ کے سر سے دستار بھی گر پڑی، کافی دیر کے بعد جب سنبھلے اور آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا! بڑے عرصہ سے یہ میرے دِل کی خواہش تھی کہ کاش مجھے ایک ساعت ہی ایسی میسر آجائے جس میں میری لوحِ مدرکہ (عقل و خرد) سے علمی نقوش (مختلف علوم عقلیہ کے خیالات) مِٹ جائیں تو بہتر ہے۔ الحمدللہ آج مجھے وہ مطلوبہ ساعت میسر آ گئی اور مجھے غیر معمولی سرور و لذت حاصل ہوئی۔

(رشحات ص ۸۲ مؤلفہ مفسر قرآن حضرت شیخ فخر الدین بن حسینی المشہور واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ)

ولی کی زیارت سے وجد:۔ حضرت سلطان الاولیاء سید شاہ مردان شاہ اوّل رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی میں مرقوم ہے کہ آپ دستور کے مطابق

۲۷ رجب کو مریدین کو زیارت سے مستفیض فرماتے اور نصیحت فرماتے تھے تو بہت سے فقراء پر وجد و حال طاری ہو جاتا تھا کئی بے ہوش ہو کر گر پڑتے تھے جبکہ گریہ وزاری تو جماعت میں عام ہوتا تھا۔ (تاریخ پاگاران ص۱)

ولی کے غائبانہ کلام سے وجد: حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق یہ مشہور ہے کہ آپ کو مطلق آواز سے یہاں تک کہ چکی کے پیسنے کی آواز پر بھی وجد طاری ہو جاتا تھا۔ ع

کسانیکہ ایزد پرستی کنند   باآواز دولاب مستی کنند

یہ حضرت ایک بار تھانیسر تشریف لے گئے جہاں اُن کے جولاہا مُرید بھی رہتے تھے اور فقہی مسائل کے سلسلے میں حضرت مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مولانا موصوف نے فقیر صاحب مذکور کو فرمایا: تمہارے ناچنے والے پیر صاحب بھی تو آئے ہیں (اس سے اُن کا مقصود شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی کثرتِ وجد پر تنقید کرنا تھا) گو مولانا صاحب کے یہ کلمات اُن کو شاق گذرے لیکن صبر کیا اور چلے آئے، موقع مناسبت سے یہ بات حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو بھی سُنادی، شاہ صاحب قدس سرہ نے سُن کر فرمایا: اگر آئندہ میرے متعلق یہ کلمات (ناچنے والے پیر) دہرائے تو اُن کو کہنا وہ ناچتے بھی ہیں اور نچاتے بھی ہیں۔

چنانچہ دوسری بار جب فقیر صاحب کے سامنے مولانا صاحب نے مذکورہ کلمات دہرائے تو انہوں نے فوراً کہدیا کہ جی! وہ ناچتے بھی ہیں اور نچاتے بھی ہیں۔ فقیر صاحب کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہی مولانا جلال الدین قدس سرہ کی حالت دگرگوں ہوگئی۔ حالتِ وجد کا غلبہ ہوگیا اور کھڑے ہو کر ناچنے

لگے۔ بالآخر یہی مولانا جلال الدین حضرت شاہ عبدالقدوس علیہ الرحمۃ کے مُرید بلکہ خلیفہ بنے۔

یہ کیا تھا، ایک اللہ والے کے غائبانہ کلام کا اثر و کمال۔ (رسالہ انظاھر ص ۲۴ مطبوعہ مکتبہ تھانوی الابقاء کراچی)

دارالعلوم دیوبند میں وجد: دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کی اشرف السوانح ص ۶۲ کے حوالہ سے صاحب رہنمائے سالکین نے لکھا ہے کہ "ان کے دورانِ وعظ میں اکثر سامعین پر گریہ اور بعض پر وجد اس حد تک طاری ہوتا تھا کہ لوٹنے تڑپنے لگ جاتے تھے چنانچہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے بڑے جلسۂ دستار بندی میں حضرت مولانا موصوف کے وعظ میں ایک صاحب پر اس قدر شدید کیفیتِ وجد طاری ہوئی کہ وہ کسی طرح فرو نہ ہوئی، یہانتک کہ وعظ کا مجمع ہی باطل درہم و برہم ہوگیا اور وعظ ناتمام ہی رہا۔

نیز اسی کتاب کے ص ۱۳۰، ص ۱۳۱ میں مولانا خواجہ عزیز الحسن مجذوب صاحب نے دارالعلوم کانپور کے ایک طالبِ علم کا واقعہ لکھا ہے کہ بوستان کے درس میں ؏

بہ مجنوں کسے گفت کہ اے نیک پے
چہ بودت کہ دیگر نیائی بحے

اشعار سُنکر وجد میں آکر لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرتے ہوئے زور زور سے بھاگتے ہوئے بازار کیطرف نکل گئے۔ جو ملتا اس سے یہی کہتے۔ یہانتک کہ ہندوؤں سے بھی لا الٰہ الا اللہ کہلوایا۔

نماز عصر کے وقت ہونے پر کہنے پر وضو تو کرلیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے لیکن نماز عجیب طرح پڑھی کہ بجائے اللہ اکبر کے آہ، آہ، آہا کہتے تھے اور بجائے تلاوت کے عشقیہ اشعار پڑھتے تھے، حالانکہ اس سے قبل انہیں کبھی اشعار پڑھتے ہی نہ سنا گیا۔ اس نماز میں انہوں نے سجدے بھی لاتعداد کئے، رات بھر یہی کیفیت رہی۔ دوسرے روز جب کانپور کے درویش میاں خاکی شاہ سے کیفیت سلب کرائی گئی تو رات کو خواب میں اس طالب علم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور فرمایا کہ اس فقیر سے کہدینا کہ کیا تیری کم بختی آئی ہے کہ ایسی نعمت کو سلب کرتا ہے۔ (تلخیص رہنمائے سالکین)

طریقۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مرشد کامل سید نور محمد بدایونی قدس سرہ کو اعلیٰ درجہ کا استغراق حاصل تھا چنانچہ پندرہ سال تک افاقہ نہ ہوا مگر نماز کے وقت نماز ادا کر کے پھر مغلوب الحال ہو جایا کرتے تھے۔ (مقاماتِ مظہری مترجم ص۸)

توجہ سے وجد :- نیز مقاماتِ مظہری ص۲۰۶ میں ہے کہ ایک بار نماز فجر کے بعد ذکر و مراقبہ سے پہلے آپ نے یہ فرماتے ہوئے مولوی کرامت علی صاحب پر توجہ فرمائی کہ بحق بہاؤالدین میں تجھے بغیر محنت دونگا۔ بقول مولوی صاحب مذکور میں بے اختیار ہو گیا، گویا میرا دل سینے سے باہر نکل گیا ہے۔ مدت بعد ہوش میں آیا تو آپ حلقہ سے فارغ ہو چکے تھے اور میں دھوپ میں تھا۔ (مقاماتِ مظہری ص ۲۰۶)

اور پھر بھی دجال پیر محمد چشتی چترالی جذب وجد اور حرکتِ لطائف کا انکار کرتا ہے جو التزام کفر ہے۔

سوال: ما الفرق بین لزوم الکفر والتزامہ۔
جواب:۔ بینھما فرق فان التزام الکفر کفر واما لزوم الکفر فلیس بکفر کمن صلیٰ بغیر وضوء او الیٰ طرف المشرق بالنسیان والتزام الکفر کفر کمن صلی بغیر وضوء او الی طرف المشرق عمداً خیالی ص۳ ولزوم کفر المعلوم کفر ایضا شرح موافق۔

پیر محمد چشتی چترالی دجال لعین کے الفاظ التزاماتِ کفریہ پر مشتمل ہیں۔ اس لئے اس نے کہا ہے کہ حرکتِ لطائف جذب وجد حرام ہے۔ العیاذ باللہ۔
فسود وجھہ فی الدارین واسکنہ بحیرجۃ الدرک الاسفل من النار مع اعداء سید الکونین علیہ الصّلوٰۃ والسلام۔ آمین یارب العٰلمین!

اس پیر محمد چشتی چترالی میں علاماتِ تکذیب شریعت کے موجود ہیں۔ ان میں سے ایک علامت تکذیب یہ ہے کہ یہ جذب وجد اور لطائف حرکت کو حرام کہتا ہے اور یہ عین رضا ہے اپنے کفر پر، اور رضا بالکفرِ نفسہٖ بالاتفاق مطلقاً کفر ہے اور غیر کے کفر پر رضا بھی کفر ہے، عمدہ علمائے کرامؒ کے نزدیک کما فی حدیقیہ والرضاء بکفر نفسہ فانہ کفر مطلقاً والرضاء بکفر غیرہ مطلقاً عند البعض ای بعض العلماء قال فی شرح الدرر و رضاء بکفر نفسہ کفر بالاتفاق واما الرضاء بکفر غیرہ فقد اختلفوا فیہ حدیقیہ ص۲۲۹۔ ج۔۱۔ حاصل یہ ہے کہ پیر محمد چشتی زندیق خارج عن الدین المستقیم ہے۔

أجمع کلبک یتبعک وسمنہ یأکلک عقد الفرید ص۱۸۸

ترجمہ:۔ اے خدائے بزرگ و برتر! اس پیر محمد چشتی کتے کو دوبارہ سے عاجز اور فقیر بنا دے تو یہ تابعداری کریگا تیری اور تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ تیرے پیغمبر کے دین کی اور تیرے اولیاء کی۔ اور اگر تو

اُسے غنی اور پیٹ بھرا رکھے گا تو "یا کلک" یعنی تیرے پیغمبرؐ اور تیرے پیغمبر کے دین پر حملے کریگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم ہے کہ یہ کہتا ہے کہ حرکت لطائف جذب وجد حرام ہے۔

یا پیر محمد چشتی! سلب اللہ ایمانک وسود وجھک فی الدارین وعاقبک بما عاقب بہ ابا جھل وعبد اللہ بن ابی یا رئیس المبتدعین۔ آمین۔

ترجمہ :- یعنی اے بدعتیوں کے سردار! اللہ تعالیٰ تیرے ایمان کو سلب کرے اور دونوں جہانوں میں تیرے چہرے کو سیاہ کرے اور تجھ کو اس عذاب میں مبتلا کرے جس میں ابوجہل اور عبداللہ بن اُبی کو مبتلا کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ۔ (یٰسین آیت ۷۷)

اس آیہ کریمہ میں فرماتے ہیں۔

اے آدم کی اولاد! میں نے تمہارے ساتھ کتنے احسانات کئے ہیں اور نعمتیں عطا کیں ہیں اور تو میری نعمتوں پر ناشکرہ ہوا اور میری عداوت پر کمر باندھی۔ جیسا کہ پیر محمد چشتی زندیق۔

قرآن پاک کے بعض مفسرین کرام نے چند اشعار کہے ہیں۔

؎ لقد ربیت جروا طول عمری فلما صار کلبا عضی رجلی

یعنی اللہ تعالیٰ نے ابن آدمؑ کو پالا اور اُسے بے شمار نعمتیں عطا کیں لیکن جب یہ ابن آدمؑ کامل ہوا اور غنی کی حد کو پہنچا تو

تو نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر پاگل کتے کی طرح حملے کرنا شروع کر دیئے۔ اس لئے کہ مفسر کا یہاں کتے اور کتے کے بچے سے مراد آدمی ہے۔

ع۔ اُعلمه القافیة کل حین   فلما قال القافیة هجانی

یعنی اپنے شاگرد کو میں نے قافیوں کی کیفیت بتائی لیکن جب وہ علم قافیہ حاصل کر چکا تو سب سے پہلے اس نے میری ہجو (بدی) بیان کی۔

حاصل: پیرمحمد چشتی کو علمائے کرام نے علم کی تعلیم دی لیکن جب یہ معمولی سا مولوی بنا تو اس نے علمائے کرامؒ کے ضمیر پر حملہ کر دیا اور حرکتِ لطائف پر "حرام" کا حکم دیا۔ ع

واعلمهٗ الرمایة کل حین   فلما اشتد ساعدہٗ رمانی

یعنی: اپنے شاگرد کو میں نے تیر اور غلیل (تیر و کمان) کی کیفیت سکھائی لیکن جب یہ اس میں ماہر ہوا تو سب سے پہلے اس نے میرے دِل کا نشانہ بنایا۔

فائدہ:- پیرمحمد چشتی نے جب علم حاصل کر لیا تو سب سے پہلے اس نے کتاب اللہ اور احادیث شریف پر حملہ کیا اور وجد و جذب اور حرکتِ لطائف کو حرام قرار دیا۔

ایسے گمراہ علماء کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هواہ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشَاوَۃً ط فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْ م بَعْدِ اللّٰهِ ط اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ○ (پ ۲۵ ع ۱۴ سورۃ الجاثیہ)

ترجمہ :- "بھلا دیکھ تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنالیا اور اللہ نے علم ہوتے ہوئے اسے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دِل پر مُہر لگا دی اور اُس کی آنکھ پر پٹی چڑھا دی تو کون اُسے راہ پر لائے اللہ کے بعد، تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔"

اللہ فرماتا ہے

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ط بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ط (پ ۲۸ ع ۱۰ سورۃ الجمعہ)

ترجمہ :- وہ جن پر توریت کا بوجھ رکھا گیا مگر انہوں نے اُسے نہ اٹھایا ان کا حال اس گدھے کا سا ہے جس پر کتابیں لدی ہوں کیا بُری مثال ہے اُن کی جنہوں نے خدا کی آیتیں جھٹلائیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کردیتا۔

اور فرماتا ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْۤ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ج فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ج اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ ط اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ط ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ج فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ سَآءَ مَثَلَانِ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ج وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (پ ۹ ع ۱۲ سورۃ الاعراف)

ترجمہ :- "انہیں پڑھکر سنا خبر اس کی جسے ہم نے اپنی آیتوں کا
علم دیا تھا وہ اُن سے نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا کہ
گمراہ ہوگیا اور ہم چاہتے تو اس علم کے باعث اسے گرنے سے
اٹھالیتے مگر وہ تو زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا پیرو ہوگیا
تو اس کا حال کتے کیطرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکال
کر ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے یہ اُن کا حال ہے جنہوں نے
ہماری آیتیں جھٹلائیں تو ہمارا یہ ارشاد بیان کر یہ شاید
لوگ سوچیں، کیا بُرا حال ہے اُن کا جنہوں نے ہماری آیتیں
جھٹلائیں اور اپنی ہی جانوں پر ستم ڈھاتے تھے۔ جسے خدا ج
ہدایت کرے وہی راہ پائے اور جسے گمراہ کرے تو وہی سراسر
نقصان میں ہے"

دو لیعنی ہدایت کچھ علم پر نہیں خدا کے اختیار پر ہے۔ یہ آیتیں ہیں اور حدیثیں ہیں جو گمراہ عالموں کی مذمت میں ہیں ان کا تو شمار ہی نہیں یہاں تک کہ ایک حدیث میں ہے۔ دوزخ کے فرشتے بُت پرستوں سے پہلے انہیں پکڑیں گے یہ کہیں گے کیا ہمیں بُت پوجنے والوں سے بھی پہلے لیتے ہو، جواب ملیگا " لیس من یعلم کمن لا یعلم " جاننے والے اور انجان برابر نہیں" (تمہید ایمان صـ ۲۸ مصنفہ اعلحضرت شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ بریلوی)

اللہ تعالیٰ ہمیں علمائے سوء اور اُن کے عقائد سے محفوظ رکھے پیر محمد چشتی جو خود بھی گمراہ ہے اور سادہ لوح مسلمانوں کو بھی گمراہ کر رہا ہے۔ لعنۃ اللہ علیہ وعلیٰ اعوانہ وعلی جمیع رفقائہ

پیر محمد چشتی بغیر کسی دلیل قطعی اور احادیث شریف کے اور بغیر کسی فقیہہؒ کے قول کے جذب وجد اور حرکت لطائف کو کرتب بازی اور مشق سے تعبیر کرتا ہے تو اس کا یہ بے دلیل قول اور دعویٰ مردود ہے

فالدعویٰ باطلة بدون الدليل وصاحبها ضال مضل۔ وَالمدعی کالزانية والتابع له علی هواه کولد الزانی فان ولد الزانی هالك حكما لعدم المربی والاتباع لمبتدع لاينتج الا البدعة والالحاد (روح البیان ص۲۰۸۔ ج۔۱)

ترجمہ :۔ دلیل کے بغیر دعویٰ باطل ہوتا ہے، ایسا دعویٰ کرنے والا خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ ایسا بے دلیل مدعی زانیہ کی طرح ہے اور تابع اس کا نفس پرست ہے جیساکہ ولدزنا ہوتا ہے اور ولدزنا سرپرست نہ ہونے کیوجہ سے ہلاک کے حکم میں ہے۔ بدعتی کی پیروی کرنے کا انجام بدعت اور الحاد ہی ہوتا ہے۔

☆

حلقہ ذکر اور وجد کے متعلق بعض علماءِ متأخرین کے فتویٰ

عمدۃ الفقہاء والمحدثین حضرت شیخ احمد شہاب الدین ابن حجر، ہتیمی مکی رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کے حلقے قائم کرنے اور اس دوران وجد وجذب طاری ہونے کے متعلق کسی نے فتویٰ حاصِل کرنا چاہا، آپ نے اپنی معروف کتاب الفتاوٰی الحدیثیہ میں سائل کا سوال اور اس کا مفصل جواب خود تحریر فرمایا ہے جس کی تلخیص پیش خدمت ہے

اَلاِستِفتاءُ

بعض فقراء نمازِ ظہر باجماعت ادا کرکے سنتوں سے فارغ ہو کر حلقہ بنا لیتے ہیں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اس کے بعد ان میں سے ایک دعا کرتا ہے اور دوسرے "آمین" کہتے ہیں۔ دُعا کے بعد سارے ذکر میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ کسی غیر کی شرکت کے بغیر سب کا مقصد ایک ہوتا ہے (کوئی دنیاوی مقصد نہیں ہوتا) ظاہری حواس خاموش ہوجاتے ہیں جس سے اُن کے باطن صاف ہوجاتے ہیں۔ مزاج کی خباثتیں ذکر کی ہمیشگی سے جل کر فنا ہوجاتی ہیں، مزاج پاکیزہ بن جاتے ہیں۔ خشوع وخضوع کی سی کیفیت حاصل ہوجاتی ہے۔ کوئی درویش روتا ہوا نظر آتا ہے تو کوئی زمین پر گرتا اور کوئی ہاتھ پاؤں مارتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس

دوران ان سے کچھ ایسی کیفیتیں بھی ظاہر ہو جاتی ہیں جو کہ وہ اپنے اختیار سے نہیں کر سکتے۔ ایسی حالت میں ان کو اپنے نفس، جسم و جان اور لباس تک کا پتہ نہیں ہوتا صرف یادِ خدا کی لذت سے آشنا ہوتے ہیں۔ بعض اوقات وہ حضرات ذکر اور (لوگوں کی) بات چیت بھی سمجھ لیتے ہیں (لیکن پھر بھی اپنے آپ پر کنٹرول نہیں کر سکتے) براہِ کرم ایسے حضرات کے متعلق نقلی اور عقلی دلائل سے شافی اور کافی جواب عنایت فرمادیں۔

الفتویٰ :۔ جو شخص ریاء سے امن میں رہے، اس پر واردات حق کی تجلی ہو اور صدق وصفا کے معانی سے متصف ہو، غیر کے حجابات اس کی چشم بصیرت کے سامنے سے ہٹ جائیں، اس کو حق تعالیٰ کا حضور حاصل ہو، غیر کے خطرات وخیالات سے آزاد ہو کر مقامِ احسان پر فائز ہو۔ اس کیلئے یہ مناسب نہیں کہ ایسی بابرکت حالت اور بلند مرتبہ کیفیت سے اپنے آپ کو دور رکھے بلکہ چاہیئے کہ ان انوار وتجلیات کے حاصل کرنے کی دل سے کوشش کرے اور ان اسرار سے باخبر ہو کر لذتِ خطاب سے مستفیض ہونے کی سعی کرے۔

حق تو یہ ہے کہ جس کیلئے وصول حق (قرب خداوندی) کی راہ اسطرح ہموار ہو جائے اس کے لئے اس سے اعراض کرنا (منہ پھیرنا) جائز نہیں ہے تاوقتیکہ حکمت ومعرفت کے چشموں سے فیضیاب نہ ہو۔

اس راہ کے افضل واعلیٰ معلوم ہونے کے بعد اس راہ میں ان لوگوں کی پرواہ نہ کرے جو ٹھٹھہ یا مذاق کریں، ایسے لوگ خود محجوب (محروم) ہوتے ہیں۔ (الفتاوی الحدیثیہ ص ۲۹۳، ص ۲۹۴)

دوسرا فتویٰ :۔ مفسرِ قرآن حضرت شیخ جلال الدین سیوطی

قدس سرہٗ جن کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا شیخ السنۃ اور یا شیخ الحدیث کہہ کر پکارا ظفر (المحصلین) سے بھی تقریباً اسی قسم کا مسئلہ دریافت کیا گیا اور آپ نے بھی وضاحت سے اس کے اثبات وجواز کا جواب تحریر فرمایا۔ بعینہٖ (ستفتاء اور فتویٰ ذکر کئے جاتے ہیں.

مسئلہ :- بعض صوفیاء مجلسِ ذکر میں جمع ہو کر بیٹھے، ان میں سے ایک ذکر کرتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا اور کافی دیر تک اسی حال میں رہا جو اس پر وارد ہوا تھا۔ نہ معلوم یہ سب کچھ اس نے اپنے اختیار سے کیا تھا یا بلا اختیار، بہر حال ایسی صورت پیش آنے پر کیا ایسے ذاکر کو منع کرنا اور جھڑکنا درست ہے تاکہ ایسا نہ کرے؟

الجواب :- اس پر انکار کرنا نہیں چاہیئے۔
بعینہٖ یہی سوال شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی قدس سرہ سے پوچھا گیا تھا جس کے جواب میں آپ نے فرمایا تھا اس پر انکار نہ کرنا چاہیئے ایسی حالت سے روکنے کیلئے اس پر زیادتی کرنا کسی کیلئے جائز نہیں اور جو ایسے شخص پر زیادتی کرے (مثلاً اس کو مارے یا گھسیٹے) تو اس کو تعزیر (مناسب سزا یا ملامت جو حاکم یا قاضی تجویز کرے) دینی چاہیئے۔ اسی طرح علامہ برہان الدین انباسی رحمۃ اللہ علیہ سے جب یہی مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے یہی مذکورہ جواب دیا۔ مزید فرمایا! صاحب حال مغلوب (مجبور) ہوتا ہے جو ان پر انکار کرتا ہے محروم رہتا ہے اس نے ابھی تک اس وجد کا مزہ چکھ کر نہیں دیکھا (ورنہ اعتراضات ہی بھول جاتا) یہاں تک کہ آخر میں فرمایا! خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قوم صوفیائے کرامؒ کے حالات تسلیم کرنے میں ہی سلامتی ہے۔

اسی قسم کے جوابات دیگر ائمہ حنفیہ و شافعیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے بھی تحریر کئے ہیں اور ان تمام حضرات نے موافقت میں جواب دئیے۔ کسی نے مخالفت نہیں کی (آخر میں حضرت سیوطیؒ نے یہاں تک تحریر فرمایا کہ) اگر اس قسم کے قیام کے ساتھ رقص (کودنا گرنا وغیرہ) بھی شامل ہو جائے تب بھی انکار کرنا درست نہیں، اس لئے کہ یہ حالت، وجد اور لذتِ شہود (حضورِ باری تعالیٰ) سے طاری ہوتا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

أَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَ خُلُقِيْ : (تو سیرت وصورت میں میرے مشابہ ہے) تو اس خطاب کی لذت سے اُٹھ کر رقص کرنے لگے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

(یاد رہے کہ اس قسم کے سکوت کو اصطلاح حدیث میں حدیثِ تقریری کہتے ہیں)

وجد کی لذت سے صوفیاءِ کرام کے رقص کرنے کیلئے یہ حدیث اصل اور دلیل ہے بڑے بڑے ائمہ کرامؒ مثلاً شیخ الاسلام خیرالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے سماع اور ذکر کی مجالس میں اُٹھ کھڑا ہونا اور رقص کرنا ثابت ہے۔ (الحاوی للفتاوٰی ص ۲۲۴۔ ج۔ ۲۔)

اسی روایت سے صوفیائے کرامؒ کے رقص وجذب ثابت کرتے ہوئے صاحبِ فتاوٰی خیریہ نے تحریر فرمایا ہے کہ " خَجَلَ "، کا معنیٰ ہے مَشَىٰ عَلٰى رِجْلٍ وَاحِدٍ : یعنی آپ ایک پاؤں پر چلنے لگے اور دوسری روایت میں ہے " وَرَقَصَ "، (کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے رقص کیا) (فتاوٰی خیریہ ص ۲۸۲)

جب سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کی پرورش کے بارے میں سیدنا علی اور حضرت جعفر اور زید بن حارث رضی اللہ عنھم کا باہمی اختلاف ہوا (اور ہر ایک یہی چاہ رہا تھا کہ ان کی خدمت پرورش میں کروں) تو اس موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا " اَنْتَ مِنِّی وَ اَنَا مِنْكَ "۔ (تم میرے اور میں تمہارا ہوں) یہ سُنکر فرطِ مسرت وخوشی سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ " خَجَلَ "، (خاص ہئیت پر رقص) کرنے لگے۔ اسی طرح جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا " اَشْبَهْتَ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ " (آپ سیرت وصورت میں میرے مشابہ ہیں) یہ سن کر وہ رقص کرنے لگے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے جب فرمایا " اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا فَحَجَلَ " (آپ ہمارے بھائی اور دوست ہیں) اس پر وہ رقص کرنے لگے (النوادر النور ص۲۰۶)

اِسی کتاب میں مُرسل حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے سیدنا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے حجل ورقص کا ذکر خیر کرنے کے بعد فرمایا:

فیہ اصل رقص اھل الوجد لفرح او شوقٍ وَلَوْ مِنْ غیر اِضطرارٍ اِذَا لم یَکُنْ لغرضٍ فاسدٍ من الرِّیاءِ وَغیرہٖ۔ یعنی اس حدیث میں وجد کرنے والوں کے رقص (گرنے، کودنے دوڑنے وغیرہ) کے لئے دلیل ہے جو ان کو خوشی وشوق (ملاقات و وصالِ خدا کے غلبہ) سے ہوتا ہے اگرچہ وہ بے اختیار نہ ہوں (پھر بھی جائز ہے) بشرطیکہ ریاء یا اسی قسم کا کوئی اور فاسد مقصد نہ ہو۔ (حوالہ مذکور واحیاء علوم الدین ص۱۸۳ ج۔۳)

فائدہ:۔ یاد رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رو برو صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو کام کیا یا جو بات بیان کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اعتراض وانکار نہ کیا ہو تو اسی کو اصطلاح حدیث میں تقریری کہتے ہیں اور وہ حجت اور قابل استدلال ہوتا ہے۔

لہٰذا مذکورہ بالا حدیث میں تین جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مخصوص انداز سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فرط مسرت وخوشی سے رقص کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے منع نہ کرنا صوفیاء کرامؒ کے وجد وجذبہ کے ثبوت کے لئے واضح دلیل ہے یہی نہیں بلکہ

اس سے تو یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر کوئی اختیاری طور پر اہل وجد و ذکر کی طرح جذب کرتا ہے تو بھی جائز ہے، بشرطیکہ اس میں اپنی پارسائی ریاء یا صوفیاء پر ٹھٹھہ مزاق کرنا مقصود نہ ہو۔

تیسرا فتوی:۔ فقہ حنفی کی مشہور فتاویٰ "خیریہ" ص ۲۷۹ تا ص ۲۸۳ میں بھی تقریباً اسی قسم کا مفصل جواب مذکور ہے جس کی تلخیص پیش خدمت ہے۔

مسئلہ:۔ بعض صوفیاء مسجد میں ذکر کا حلقہ قائم کرتے ہیں، بلند آواز سے ذکر کرتے ہیں اور یہ طریقہ ان کے آبا و اجداد سے چلا آرہا ہے۔ صوفیاء، قادریہ، سعدیہ، مطاوعیہ وغیرا اھل اللہ کے قصیدے بھی پڑھتے رہتے ہیں۔ ذکر کے دوران ان پر غیر معمولی وجد بھی طاری ہوتا ہے۔ اس مخصوص حالت میں کبھی وہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور کبھی بیٹھتے ہیں وغیرہ .... بعض لوگ ان کے رقص، مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنے اور اشعار پڑھنے کو نقص تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد، امام مالک رضی اللہ عنہم کے مذہب میں جائز نہیں۔

براہ کرم دلائل سے یہ مسئلہ واضح فرما دیں! (شیخ ابراہیم حماوی از دمشق)

الجواب:۔ آئمہ عظام کی کتب میں یہ مشہور قاعدہ مذکور و موجود ہے کہ تمام امور کا دار و مدار مقصد و نیت پر ہے ایک ہی چیز مقصد کی تبدیلی کیوجہ سے کبھی حلال ہوتی ہے اور کبھی حرام بن جاتی ہے اور یہ اصول حدیث "انما الاعمال بالنیات" (صحیح بخاری و مسلم) سے ماخوذ ہے (یاد رکھو) صوفیاء کرامؒ کے معمولات

کی حقیقت کا انکار جاہل و احمق مزاج ہی کر سکتا ہے آپ کے سوال
حلقۂ ذکر، بلند آواز سے ذکر اور شعر پڑھنے کے جواب میں (عرض ہے)
کہ بلند آواز سے ذکر کرنا تو صحیح بخاری، مسلم، ترمذی، نسائیؒ، ابن ماجہ
کی حدیث "وَ ان ذکرنی فی ملاءٍ ذکرتهُ فی ملاءٍ خیر منهم" اور
اگر مجھے جماعت میں یاد کریگا تو میں اس سے بہتر جماعت میں اس کو یاد کرونگا
سے ثابت ہے، بلاشبہ بعض احادیث میں آہستگی سے ذکر کا حکم ہے۔
دراصل یہ احکام، حالات اور اشخاص کے ساتھ تبدیل ہوتے ہیں۔
(بعض اوقات میں جہری ذکر مناسب ہوتا ہے اور بعض اوقات میں خفی
وغیرہ)

مسجد میں بلند آواز سے اشعار پڑھنے کے جواز کیلئے شیخ عبدالقاہر
اسنی اشعری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "دلائل الاعجاز" میں کافی دلائل موجود
ہیں اس سلسلہ میں اگر اور نہ سہی حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث
اور مشہور قصیدہ ہی کچھ کم دلیل نہیں ہے جس کے پڑھنے کے دوران خود
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشاروں سے لوگوں کو سننے کی طرف متوجہ فرما رہے
تھے اور اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے گرد حلقہ بنائے بیٹھے
تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایک طرف کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف
متوجہ ہوتے اور کبھی دوسروں کی طرف۔ اس کے علاوہ بھی کئی دلائل ہیں۔

رہی یہ بات کہ لوگ رقص (بھاگ، دوڑ، اُٹھنا، لیٹنا وغیرہ)
کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں فقہاء کرامؒ کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض حضرات
نے منع کیا ہے اور بعض نے منع نہیں کیا اس لئے کہ جب اُسے حضورِ حق
تعالیٰ حاصل ہو جاتا ہے تو اس پر وجد کا غلبہ ہو جاتا ہے اس سلسلہ میں

انہوں نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے استدلال کیا ہے (جس کی تفصیل اس سے پہلے ذکر کی گئی ہے) ذکر و سماع کی مجالس میں لذتِ وجد سے جو رقص صوفیاءِ کرامؒ کے یہاں پایا جاتا ہے یہ روایت اُن کے لئے اصل اور دلیل ہے۔

فتاویٰ تاتار خانیہ سے بھی مغلوب الحال کے رقص کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ شیخ بلقینی، شیخ برہان الدین ابناسی علیہما الرحمہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے اور اسی طرح بعض آئمہ حنفیہ اور مالکیہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا ہے بشرطیکہ سالک کی نیت خالص ہو، وجد میں سچا ہو (ریاء یا ٹھٹھہ، مزاق کے طور پر نہ ہو) ایک ہی چیز کبھی صفت حلال سے متصف ہوتی ہے اور کبھی حرام سے: (الفتاویٰ الخیریہ علیٰ ہامش الفتاویٰ الحامدیہ)

مجموعہ فتاویٰ حضرت ابوالحسنات عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔

التواجد والاهتزاز والرقص والتصفيق وامثالُ ذالكَ اِن صدرت من الذكر في حالة الطرب والخروج عن حيز الاختيار وغلبة الشوق اَخرجتهُ عن حيز الخيرة فهو في ذالك معذورٌ وغير مُلام۔ (مجموعہ فتاویٰ ۳۵۵)

ت۔ وجد، حرکت کرنا، ہاتھ پر ہاتھ مارنا، رقص (ناچنا کودنا) اسی طرح کی دوسری حالت اگر ذکر کے وقت خوشی و مسرت کی بنا پر ظاہر ہوں اور آدمی اپنے اختیار سے نکل چکا ہو، غلبۂ شوق نے اس کو اختیاری حالت سے نکال دیا ہو تو وہ اس میں معذور

اور اور ناقابل ملامت ہے۔

اسی طرح امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک آدمی نے آکر عرض کیا کہ یا حضرت! یہ لوگ سماع کرتے ہیں اور وجد بھی کرتے ہیں ان کے متعلق جناب کی کیا رائے ہے۔ جواباً ارشاد فرمایا

"دعوهم يفرحون مع الله ساعة فقيل منهم من يغشى عليهم ومنهم من يموت فقال بدا لهم من الله ما لم يكونوا يحتسبون كذا في غذاء الالباب شرح منظومة الاداب للشيخ محمد السفارى الحنبلى

(رسالہ غفاریہ)

ان کو چھوڑ دو کہ کچھ دیر اپنے خالق و مالک سے شاداں رہیں۔ عرض کی گئی کہ ان میں بعض بے اختیار ہو جاتے ہیں اور بعض مر بھی جاتے ہیں۔ اس پر فرمایا یہ حالات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو حاصل ہوتے ہیں (ان کے اختیار میں نہیں ہوتے) ان کو تو گمان تک نہیں ہوتا (کہ ہم پر یہ حالت وارد ہو گی)

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اور اہل وجد صوفیائے کرام

النصرة النبوة اور اسی طرح اہل الفتوحات والاذواق کے مؤلفین نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صوفیائے کرام سے محبت رکھتے اور ان کی تعظیم کیا کرتے تھے بلکہ دوسرے آئمہ سے بڑھ کر ان سے تساہل (عدم تعرض) کیا کرتے تھے، راوی نے بتایا کہ ہمارے صوفیائے کرام ذکر کے وقت وجد میں آ

جاتے اور رقص کرتے تھے یہانتک کہ زمین پر گرتے تھے اس پر امام اعظم علیہ الرحمۃ نے کبھی اعتراض نہ کیا اور جب وہ حضرات آپ کی خدمت میں آتے تھے تو آپ ان کی تعظیم کرتے تھے وہ مسائل پوچھتے تھے اور آپ ان کو جوابات مرحمت فرماتے تھے۔ بلفظہٖ:-

"ان الامام رحمہ اللہ کان محبا للصوفیۃ محتما لمکانتھم ولو بما یوجد لہ من التساھل معھم مالم یوجد لغیرہ من الائمۃ قال المخبر انہ کان فی بلدنا طائفۃ یرقصون للذکر حتی یسقطوا علی الارض ولم ینکر علیھم الامام ویزورونہ ویکرمھم ویسئالونہ ویجیبھم۔ (ص۵ رسالہ التصوف لبعد رسالہ نور الیقین، مطبوعہ اشیق استنبول (ترکی)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آدمی نے عرض کی "ھٰولاء الصوفیۃ جلسوا فی المسجد بلا علم۔ (یہ صوفی لوگ علم سیکھے بغیر مسجد میں بیٹھے ہوتے ہیں) آپ نے فرمایا

العلم اجلسھم فی المسجد ان احدھم یرضیٰ بکسرۃ وما احسن من یرضیٰ من الدنیا بکسرۃ (علم ہی نے توان کو مسجد میں بٹھایا ہے بلا شبہ یہ لوگ روٹی کے ایک معمولی سے ٹکڑے پر گزارہ کرتے ہیں اور یہ وصف بہت خوب ہے کہ بندہ دنیا کے معمولی سی ذرّہ پر بھی راضی رہے یعنی اگر جاہل ہوتے تو اس قدر غربت سے ناشکری کرتے، ہر حال میں راضی برضا رہ کر اطاعت کرنا ہی تو علم ہے) پھر اس نے عرض کیا۔ انھم یرقصون ویتواجدون۔ (یہ لوگ رقص اور وجد بھی کرتے ہیں) اس پر

فرمایا من فرحهم بالله تعالیٰ اللہ تعالیٰ سے خوش ہونے کی بنا پر وہی تو یہ وجد و رقص کرتے ہیں) نزہتہ المجالس ص ۵۸ جلد اول مؤلفہ حضرت العلامہ الشیخ عبدالرحمٰن صفوری۔

حقیقی وجد میں کوئی حرج نہیں

فقہ حنفیہ کی فتاویٰ کی مشہور کتاب " ردالمحتار" جلد ثالث صفحہ ۳۰۸ میں علامہ ابن کمال پاشا کے حوالہ سے ابن عابدین رحمہما اللہ نے تحریر فرمایا

مَافِی التَّوَاجُدِ اِنْ حُقِّقَتْ مِنْ حَرَجٍ
وَلَا التَّمَایُلِ اِنْ اَخْلَصْتَ مِنْ بَأْسٍ
فَقُمْتَ تَسْعیٰ عَلٰی رِجْلٍ وَ حقّ لمن
دُعَاهُ مولاه اَن یسعیٰ علی الرأسِ

یعنی حقیقی وجد اور بے لوث (ریا و خود پسندی سے خالی ادھر ادھر) بل کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

پاؤں کے بل تو تُو چلتا ہی ہے، جسے اس کا مولا (خالق و مالک) بلائے اس کو تو سر کے بل گھسک کر آجانا چاہیئے نیز مزید تفصیل سے بیان فرمایا کہ اس قسم کے حالات جو ذکر اور سماع کے وقت حاصل ہوں صرف ان لوگوں کے لئے جائز و مباح ہیں جو حق تعالیٰ کے عارف اور اپنے اوقات کو عمدہ اعمال میں صرف کرنے والے راہ حق کے مسافر، اپنے نفس کو بُرے احوال سے بچانے پر قدرت رکھنے والے ہوں وہ اپنے معبود ہی سے تو سنتے ہیں (اگرچہ بظاہر کسی انسان کی آواز ان کے کانوں تک پہنچتی ہے)

وہ حرف اسی کا اشتیاق رکھتے ہیں، اسی کے یاد میں رو بیٹھتے ہیں، اسی کے رموز و اسرار بتاکر شکر ادا کرتے ہیں جب اسے پالیتے ہیں (ذات وصفات کے عکس سے مستفیض ہوتے ہیں) تو چیخیں مارتے ہیں اور جب اس کا مشاہدہ کرتے ہیں تو لذت و فرحت محسوس کرتے ہیں اور جب حضور و قربِ خداوندی کی راہ چلتے ہیں تو رواں پانی کی مانند تیز تیز چلتے ہیں، اور جب ان پر وجد کا غلبہ ہو جاتا ہے اور مشیتِ خداوندی کے چشموں سے سیراب ہوتے ہیں تو ان میں سے بعض رعب و ہیبت کی وجہ سے پگھلتے اور گر پڑتے ہیں اور بعض دوسرے لطف و کرم کے قمقموں سے جھومتے اور خوش ہوتے ہیں (بعض اوقات ہنسی خوشی کا جذب بھی ہوتا ہے) جبکہ بعض دوسرے قرب الٰہی کی راہ سے محبت خداوندی پاکر بے اختیار ہو جاتے ہیں اور کھو جاتے ہیں (یعنی ان کو اپنے وجود تک کا پتہ نہیں چلتا) مجھے یہی کچھ جواب سمجھ میں آیا ــ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (ردالمحتار ص ۳۰۸ ـ ج ۳ ـ جلد ثالث)

رقص و سماع :- فامامن سمع السماع وھو صالح دائم الصلوٰۃ لا تارک الورد وقرءۃِ القرآن فھو حلال بلا خوف بین علمائنا وکذالک الرقص والتواجد ــ (حاشیہ تفسیر مظہری ص ۲۹ جلد سابع)

(لیکن جو صالح ہو نماز کا پابند ہو) اور اور تلاوتِ قرآن کو نہ چھوڑتا ہو اگر وہ سماع (جس میں ڈھول باجے نہ ہو) سنے تو اس کے لئے حلال ہے، اس مسئلہ میں ہمارے علماء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے اور یہی حکم رقص اور وجد کرنے کا ہے۔

یہی نہیں بلکہ حضرت شیخ امام سیدی عبدالغنی نابلسی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

نے یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اہل وجد صوفیاءِ کرامؒ سے عقیدت و محبت کی بنا پر جان بوجھ کر اپنے اختیار سے وجد کرتا ہے تو بھی صوفیاء صالحین سے مشابہت اور ان کی صورت وہیت سے محبت ورغبت کی بدولت اس میں کوئی حرج نہیں۔ بالفاظہٖ

علی ان التواجد بتکلف الوجد فی نفسہٖ من غیر حقیقۃ الوجد لا بأس بہٖ من قبیل التشبیہ بالصالحین محبۃ فیھم ورغبۃ فی التزی بزیھم وتکلف التخلق باخلاقھم کما ذکر الامام القشیری۔ (الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ ص ۲۰۸۔ جلد ثانی۔

نیز فرمایا اختیاری وجد کے قائل حضرات کے لئے اس کے ثبوت کے لئے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (ابکو فان لم تبکو فتباکوا (روؤ! پس اگر روتے نہیں تو بتکلف رونے کی سی صورت ہی بنالو) کافی دلیل ہے۔

تواجد :- (جان بوجھ کر وجد کرنا) کے متعلق حضرت امام غزالی قدس سرہ نے احیاء العلوم صفحہ ۲۹۶ جلد دوم میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر اس سے مقصد ریا اور عمدہ اوصاف کا اظہار ہے جس سے فی الحقیقت یہ خالی ہے تو یہ تواجد قابل مذمت ہے اور اسی تواجد کا ایک قسم محمود و پسندیدہ بھی ہے یعنی جس سے مقصد ہی یہ ہو کہ ایسا کرنے سے مجھے عمدہ احوال حاصل ہوں۔ میں کسی حیلہ سے ان اوصاف سے موصوف ہوسکوں (کوئی اور مقصد ریا وغیرہ نہیں) اس لئے کہ عمدہ حالات حاصل کرنے میں کسب و محنت کا بڑا دخل ہوتا ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

لوگوں کے لئے جن کو قرآن پڑھنے سے رونا نہیں آتا یہ فرمایا کہ رونے کا انداز اختیار کرو اور غمگین سے ہو جاؤ! سو ان احوال کے لئے بعض اوقات ابتداءً تکلف کرنا پڑتا ہے لیکن آخر میں حقیقت حاصل ہو جاتی ہے۔

مثلاً ایک طالب علم ابتداءً تکلف سے قرآن حفظ کرتا ہے، غور و فکر اور حاضر ذہنی سے پڑھتا ہے لیکن بالآخر یہ تلاوت اس قدر آسان ہو جاتی ہے کہ بلا تکلف بلکہ غفلت میں بھی تلاوت کرتا رہتا ہے اسی طرح ایک کاتب ابتداءً بڑی محنت اور تکلف سے کتابت سیکھتا ہے لیکن بعد میں کتابت بڑی آسان ہو جاتی ہے۔

مندرجہ بالا دلائل اور حقائق بیان ہونے کے بعد جان لینا چاہیئے کہ جذب وجد اور حرکت لطائف قرآن پاک، احادیث شریف، فقہ، تفاسیر سے ثابت ہے اور جو کوئی اس سے انکار کرے، وہ کافر ہے۔

جذب وجد اور حرکات لطائف کا ثبوت درج ذیل کتابوں میں ہے

اثبات الوجد والتواجد والرقص

شمارہ	اسم کتاب	صحیفہ
۱۔	رُوح البیان۔	ص ۱۴۷/۳، ص ۱۲۵/۳، ص ۲۴۳/۳، ص ۲۱۹، ص ۲۶، ص ۱۱/۸، ص ۹۹/۸، ص ۱۰۰، ص ۱۰۱، ص ۵۱۴/۸ رقص سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
۲۔	تفسیر رُوح المعانی۔	ص ۵۳/۹، ص ۵۳/۸، ص ۸۶/۹ (وجد در نماز)
۳۔	تفسیر احمدی۔	ص ۶۰۲، ص ۶۰۳، ص ۸۷
۴۔	جلالین:	ص

شمیرہ	اسم کتاب	صحیفہ
۵۔	شامی	ص ۳۳۷/۳
۶۔	عالمگیری	ص ۱۳۶/۱، ص ۱۰۰/۱، ص ۱۰۱/۱، ص ۲۵۲/۵۔
۷۔	معمولات سیفی	ص ،
۸۔	کشف النور	ص ۲۱ المصعق، والزعق، والصیاح والاضطراب
۹۔	الحدیقۃ الندیۃ فی طریقۃ محمدیہ	ص ۵۲۳ رقص، دوران، تخریق الاثواب ص ۵۲۵/۲، ص ۵۲۷/۲
۱۰۔	احیاء علوم الدین	ص ۱۱۴۸/۲، ص ۱۱۶۰/۲، ص ۱۱۶۱/۳، ص ۱۱۶۳/۲، ص ۱۱۶۵/۳، ص ۱۱۶۶/۲، ص ۱۱۶۷/۲، ص ۱۱۷۰/۳، ص ۱۱۷۱/۳، ص ۱۱۷۱/۳، ص ۱۱۸۹/۲، ص ۱۱۸۵/۳، ص ۲۳۸۵/۵، ص ۲۳۸۷/۵، ص ۲۳۸۷، ص ۲۴۸۸/۵، ص ۱۱۷۹/۲، ص ۱۱۷۷/۲، ص ۱۱۸۲/۲۔
۱۱۔	ہدایۃ السالکین فی رد المنکرین۔ ص	
۱۲۔	قطب الارشاد	ص ۵۲۴، ص ۵۳۷، ص ۵۶۰، ص ۵۶۱، ص ۵۶۲، ص ۵۸۹، ص ۵۵۸۔
۱۳۔	الانوار القدسیۃ	ص ۱۸۰/۱، ص ۱۸۱/۱، ص ۱۸۲/۱، ص ۱۸۳/۱۰، ص ۱۸۴/۱، ص ۱۸۵/۱، ص ۱۸۶/۱، ص ۱۸۸/۱، ص ۱۸۹/۱، ص ۱۹۰/۱، ص ۱۹۲/۱، ص ۲۰۱/۱۔
۱۴۔	نور العقائد	ص ۱۸۶، ص ۳۲۳، ص ۳۲۴۔
۱۵۔	ہدایہ	ص ۱۳۵
۱۶۔	مکتوبات شریف امام ربانی قدس سرہ مکتوب :۔	ص ۳۱۷، ص ۵۵۱/۱، ص ۵۵۳

شمار	اسم کتاب	صحیفہ
		ص ۵۵۴، ص ۵۵۵، ص ۵۵۶، ص ۵۶۲/۱ ص ۵۶۳/۱، ص ۳۰۰/۱، ص ۳۱۷/۱ - بی اختیار برزمین میخوابانند
۱۷-	نفحات الانس	ص ۱۸۸، ص ۱۸۹، ص ۱۹۲، ص ۱۹۵، ص ۲۵۷ ص ۱۹۷، ص ۲۶۷، ص ۲۸۱، ص ۳۰۳، ص ۴۰۰، ص ۴۲۸، ص ۴۲۹، ص ۴۵۷، ص ۴۶۷، ص ۵۲۵ -
۱۸-	کشف المحجوب :	مرون : کنیزک عذرا از صفت داؤد صفحہ ۵۳۲ - مرون - مرید جنید صفحہ ۵۳۳ - بیان بجرہ وابلہ، از سماع جوانی جان بداد ص ۵۴۱ تواجد جنید و محمد بن سرورق والوالعباس بن عطاءؒ ص ۵۴۲ جامۂ صدپارہ کردن

٭ ٭ ٭

علم تصوف فرض عین ہے اس لئے کہ امراض باطنی حسد، بغض، کبر، ریا، حُبّ جاہ وغیرہ سے بچنا فرض اور ضروری ہے اور یہ تصوف اور راہ سلوک میں داخل ہوئے بغیر زائل نہیں ہوتے۔ (معارف القرآن ص ۴۸۹ ج ۴، مظہری ص ۳۲۴ ج ۴ ص ۱۲۹ ج ۱

اور جس عالم نے علم تصوف اور سلوک نہ کیا ہو تو یہ وارث کامل نبی علیہ السلام کا نہیں ہے بلکہ ناقص ہے اگرچہ سب فنون میں ماہر ہو۔ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ ص ۱۳۸ ج ۱۔ مکتوب ۲۴۸ حصہ ۴)

احادیث شریف میں حرکت جسم کا ثبوت موجود ہے اور زنبُ القرآن والحدیث پیر محمد چترالی خبیث جذب وجد اور حرکتِ لطائف سے منکر ہے۔ ابوداؤد شریف میں کتاب " الکسوف فی باب من قال یرکم" ص ۱۶۹ ج ۱ اور شمائل ترمذی ص ۲۷ فی باب بکاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ نبی علیہ السلام صلوٰۃ کسوف ادا فرما رہے تھے۔ حدیث شریف کے آخر میں ہے کہ سجدہ میں حضور علیہ السلام "اُف، اُف" فرماتے تھے اور شمائل ترمذی میں روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے سجدہ میں بہت دیر تک توقف فرمایا اور سجدہ میں "اُف، اُف" کرتے اور روتے رہے۔

شرح شمائل میں علامہ عبدالجواد الرومی فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام اس "اُف اُف" کے ساتھ اپنے رب العالمین کے لئے بکاء بھی کرتے ص ۲۷

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ نبی علیہ السلام کے قریب یہ آیت تلاوت کی جارہی تھی "انّ لدینا انکالاً وجحیما" الخ۔ تو نبی علیہ السلام نے ایک چیخ ماری۔ (احیاء العلوم ص ۲۹۷ ج ۲)

وفی عمدۃ السلوک ص۱۰۷، ص۱۰۸، ص۱۰۹۔

اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ (آیت ۸۳/۵)

ترجمہ:۔ یعنی اور جب وہ اس کو سنتے ہیں جو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ اُن کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے دیکھتے ہیں اسی سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔

قرآن مجید کی آیتوں کو سن کر رونا آجانا اور دلوں کا نرمانا، یہی جذب اور وجد کی کیفیت ہے جو آیت مذکور سے ظاہر ہے۔ دیگر

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا (آیت ۱۴۳/۷)

یعنی پھر جب اسکے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے اختیار ہو کر گر پڑے۔

اس آیت میں موسیٰ علیہ السلام کا خدائے تعالیٰ کی تجلی کے پر تو سے بے اختیار ہو کر گر جانا کمال جذب و وجد کی دلیل ہے۔ سالک بھی خدائے تعالیٰ کی تجلیات کے پر تو کو برداشت نہیں کر سکتا اور اس پر وجد و جذب چھا جاتا ہے اور بعض وقت اس حال کے کمال غلبہ میں محو ہو جاتا ہے جس کو استغراق کہتے ہیں۔

اور بھی بہت سی آیتیں وجد و حال پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا (الایۃ ۱۰۷/۱۷)

ترجمہ:۔ بے شک جن لوگوں کو قرآن سے پہلے علم دیا گیا تھا، یہ قرآن جب

ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔"

یہ سب وجد کی حالتیں ہیں۔ حدیث

عَنْ شُفَیِّ الْاَصْبَحِیْ قُلْتُ لِاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَسْئَلُکَ بِحَقٍّ وَّبِحَقٍّ لَمَا حَدَّثْتَنِیْ حَدِیْثًا سَمِعْتَہٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَقَلْتَہٗ وَعَلِمْتَہٗ فَقَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ اَفْعَلُ لَاُحَدِّثَنَّکَ حَدِیْثًا حَدَّثَنِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَقَلْتُہٗ وَعَلِمْتُہٗ ثُمَّ نَشَغَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ نَشْغَۃً۔ (الحدیث ترمذی)

ترجمہ:۔ شفی اصبحی سے روایت ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ علیہ سے کہا کہ میں آپ سے حق کیلئے اور پھر حق کیلئے درخواست کرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی ایسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کیجئے جس کو آپ نے خوب سمجھا اور پوچھا ہو۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں! میں ایسا کرونگا، میں تم سے ایسی ہی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کرونگا جس کو میں نے سمجھا اور پوچھا ہوگا۔ پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک چیخ ماری (یہ کیفیت بے تابی یا تو شدت خوف سے ہوئی ہے کہ حدیث کا بلاکم و کاست بیان کرنا بڑی احتیاط کی بات ہے اور یا شدتِ شوق سے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا نقشہ آنکھوں میں پھر گیا) الحدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بڑے زور سے چیخ مارنا، بے اختیار ہو کر گرنا اور پسینہ آجانا وجد اور حال کی کھلی دلیل ہے۔

۴۔ دوسری حدیثیں بھی بہت ہیں جو وجد و حال کی تائید کرتی ہیں۔
کما لا یخفیٰ علی المتجس مثلاً عن مُطَرِّفُ عَنْ اَبِیْہِ
رَاَیْتُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّیْ وَفِیْ صَدْرِہٖ اَزِیْزٌ
کَاَزِیْزِ الرَّحیٰ مِنَ الْبُکَاءِ۔ (رواہ ابوداؤد) (جمع الفوائد و مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے چکی کی آواز کی مانند آواز آرہی تھی۔

مختلف سلاسل کے اولیاء کے یہاں بھی ایسے وجد کے واقعات بکثرت ملتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات سے بعض لوگوں کا وجد میں وصال پانا بھی مروی ہے۔ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی برکاتِ احمدیہ میں ایسے واقعات درج کئے ہیں مثلاً

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے احوال میں ہے کہ اُن کی خدمت میں ایک صاحب خواجہ برہان حاضر ہوئے جو پہلے کسی دوسری سلسلے میں نسبت اور اجازت حاصل کرچکے تھے وہ تصور شیخ کی نگہداشت سے اس قدر جذب سے مغلوب ہوئے کہ بڑھاپے کے باوجود وہ قریب دو ہاتھ اوپر اُچھلتے تھے اور خود کو دیوار و درخت پر مارتے تھے اور کسی طرح قابو میں نہ آتے تھے۔

رمضان کی ایک رات حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک سادہ لوح

دہقانی کے ہمراہ فالودہ ارسال کیا۔ اُس نے درِ اقدس پر پہنچ کر زنجیر کھٹکھٹائی۔ حضرت خواجہ بنفس نفیس تشریف لائے اور فالودہ لیکر دہقانی سے اس کا نام دریافت کیا، اس نے "باما" بتایا۔ حضرت نے فرمایا "چوں خادمِ شیخ احمدِ مائی بما مائی" یعنی جب تو ہمارے شیخ احمدؒ کا خادم ہے تو ہمارے ساتھ ہے۔ یہ فرماتے ہی دہقانی پر جذب طاری ہوگیا اور آہ و فغاں کرتا ہوا حضرت مجدد صاحبؒ کی خدمت میں پہنچا اور حال دریافت کرنے پر عرض کیا کہ مجھے زمین و آسمان، شجر و حجر غرض ہر چیز میں ایک بے رنگ و بے نہایت نور نظر آرہا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ غالباً حضرت خواجہؒ اس کے سامنے آگئے ہیں اور اُن کے آفتاب کا ایک پرتو اس ذرہ پر پڑ گیا ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی اپنی تصنیف "تکشف" ص۴۶۲ میں رقمطراز ہیں کہ یہ حال و وجد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور مُسلم شریف بدالوحی ص۸۸۔ ج۔۱ میں ہے کہ جب ابتدائی وحی نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام کے کندھے مبارک حرکت اور ارتعاش کر رہے تھے۔

امام نووی شرح مسلم شریف ص۹۹ ج۔۱ میں فرماتے ہیں کہ اقشعوار اور حرکت کر رہا تھا حضور علیہ السلام کے وجود کا وہ حصہ جو پُشت اور شانوں کے درمیان ہے۔

بخاری شریف ص۳ ج۔۱ کی روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کا کندھا مبارک لرز رہا تھا اور فرمایا کہ قسم ہے کہ ڈر رہا ہوں کہ کہیں وفات نہ پا جاؤں (اور تمام اندام بھی حرکت کر رہے تھے کیونکہ یہ دِل کے

تابع ہوتے ہیں)۔ (تکشف ص ۲۴۵)

اسما بنت بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر میں عذاب قبر کا بیان فرمایا تو اصحابہ کرام رضی اللہ عنہما چیخنے اور چلانے لگے۔ اسما بنت بکر فرماتی ہیں ہیں اس چیخ و پکار میں حضور علیہ السلام کی تقریر بھی نہ سُن سکی۔ (مشکوٰۃ باب ماجاء فی عذاب القبر صفحہ ۲۶۔ ج۔۱ بخاری صفحہ ۲۱۳۔ ج۔۱۔ نسائی صفحہ ۲۱۸۔ ج۔۱)

مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ وجد آنا ایک ناآشنا اور بہتر حال ہے جو سالک پر آتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایسا حال غالب ہوا تھا کہ لوگ سمجھ رہے تھے کہ ابھی وفات پا جائیں گے۔ لہٰذا یہ حال و وجد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے واقعے سے بہت واضح ثابت ہو گیا۔ (تکشف صفحہ ۵۴۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں کامل مومن کی تعریف فرمائی ہے جیسے۔ تقشعر منہ جلود الذین۔

ذکر کے وقت ان لوگوں کے بدن حرکت کرتے ہیں اور کانپ اٹھتے ہیں جو خشیت الٰہی رکھتے ہیں۔ (جلالین صفحہ ۳۸۷۔ ج۔۲ : نفحات الانس صفحہ ۱۹۵ : فتاویٰ حدیثیہ باب التصوف، مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی صفحہ ۱۴۴۔ (دفتر اول) حصہ ۵۔ فتاویٰ خیریہ ص ۲۸۳ ج ۲ فتاویٰ شاہ رفیع الدین دہلوی ص ۱۵، رسالہ نور الایمان از مولینا عبد الحلیم ص ۱۶۔ میں یہ مسئلہ موجود ہے اور تفسیر مظہری صفحہ ۲۰۹۔ ج ۸ میں بھی وجد کا ثبوت موجود ہے)

زیادہ تفصیل کے بعد صاحب مظہری نے فرمایا ہے کہ بعض

اہل عشق اور صوفی حضرات پر یہ حال اور وجد نہیں آتا ہے تو اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں پہلی تو یہ کہ اس پر فیوضات اور برکات کم ہیں اور دوسری یہ کہ اس کی قوتِ استعداد زیادہ قوی ہیں۔

رُوح المعانی صفحہ ۷۶۰۔ ج ۳ پر ہے کہ تلاوتِ قرآن شریف کے وقت اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر ایسا حال غالب ہوتا ہے کہ قریب ہے کہ ان کے اندام ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں۔

اور ہم نے طریقہ نقشبندیہ کے اصحاب کو دیکھا ہے جن پر یہ حال آتا ہے۔ اگر نماز میں یہ حال آئے تو وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ نماز بھی فاسد نہیں ہوتی اس لئے عقل و شعور بہ طریقۂ کمال کے ساتھ جذب کے وقت ان میں موجود ہوتا ہے۔

وجد اور تواجد کی تفصیل صوفیائے کرام کے حق میں

ثبوت وجد اور تواجد حرکت غیر اختیاری جو صوفیاء کرام پر انوار و تجلیات کے غلبے کے باعث آتا ہے، وجد کہلاتا ہے اور اگر تکلف کے ساتھ یہ حال اپنے اوپر کوئی لائے تو تواجد کہلاتا ہے۔ وجد اور تواجد کے ثبوت میں بے شمار آیتیں، احادیث، اقوال فقہا و صوفیہ وارد ہیں کہ جنہیں بیان کرنے سے ایک ضخیم کتاب بن جائیگی اور اتنی موٹی اور ضخیم کتاب کوئی نہیں دیکھتا لہٰذا عام و خواص کو ہلاکت سے بچانے کیلئے یہ مختصر سا رسالہ مرتب کیا گیا ہے۔

حالِ وجد غیر اختیاری

جیساکہ بادِ صرصر کے چلنے سے درخت جنبش و حرکت میں آجاتے ہیں اسی طرح طریقت کا سالک بھی ہے کہ جب اس پر انوار و تجلیات وفیوضات اور برکاتِ غیبی توجہ شیخ کامل مکمل کے ذریعے غالب ہوجاتے ہیں تو یہ بے اختیار ہوجاتا ہے اور حالتِ غریبہ محمودہ ان پر غالب ہوجاتی ہے عقل و شعور ان میں بہ طریقہ کمال موجود ہوتا ہے لیکن یہ اپنے اختیار میں نہیں ہوتے ہیں۔ اس کی مثال عطس اور کھانسی کی طرح ہے کہ غیر اختیاری طور پر پیش آتی ہے۔

﷽

تواجد : روایت ہے کہ حضور پرنور علیہ السلام نے حضرت جعفر بن ابی طالب سے فرمایا کہ آپ صورت و سیرت میں مجھ سے مشابہ ہیں "اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَ خُلُقِيْ" تو اس خطاب کی لذت سے اُٹھ کر رقص کرنے لگے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اسی طرح جب حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا "انت اخونا و مولانا" آپ ہمارے بھائی اور دوست ہیں، اس پر وہ رقص کرنے لگے اور نبی علیہ السلام نے اس پر کوئی اعتراض و انکار نہ فرمایا۔ (مشکواۃ ص ۲۹۲ - باب بلوغ الصغیر - الخ - حاشیہ ۲۰ تفسیر احمدی ص ۲۰۲ - بوادر النوادر ص ۴۰۶)

﷽

حاشیہ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) سورۃ کہف"
کی تلاوت کررہے تھے اُن سے کچھ فاصلے پر گھوڑا بندھا ہوا تھا، کانپنے لگا
اور بادلوں نے آکر صحابی (رضی اللہ عنہ) کو ڈھانپ لیا تو جب کبھی قرآن
کی تلاوت کرتے گھوڑا اچھلانگیں لگانے لگتا۔ صحابی (رضی اللہ عنہ) نے آکر
حضور علیہ السلام سے یہ واقعہ بیان فرمایا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ تیرے
دل کی تسلی کے لئے ہے جو قرآن شریف کی برکت سے نازل ہوئی۔ مشکوٰۃ ۱۸۴

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس طرح کیا کرو کہ
لوگ تمہیں مجنون کہیں۔ (رواہ احمد)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلاوت قرآن کے وقت رویا
کرو، اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی سی صورت اختیار کرو (مشکوٰۃ)
کیونکہ رونا وجد کی ایک صورت ہے اور قصداً رونا عین تواجد ہے جو شرعاً
جائز ماموور و مطلوب ہے۔

تواجد کا حال احادیث شریف میں موجود ہے جو تکلف اور اپنے اختیار
سے لایا جاتا ہے جبکہ حال وجد بے اختیار آتا ہے۔ حضرت یوسف
علیہ السلام اور بی بی زلیخا کا واقعہ، کہ زلیخا نے اپنے آپ کو تہمت سے
بچانے کیلئے زنانِ مصر کو اکھٹا کیا اور ہر ایک کے ہاتھ میں میوہ اور
چھری تھما دی اور اُن سے کہا کہ جب یوسف (علیہ السلام) تشریف لائیں
تو آپ اِن میوؤں کو کاٹ دینا! جب یوسف علیہ السلام تشریف لائے تو
زنانِ مصر نے مدہوشی میں میوؤں کی جگہ اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں کیونکہ
اُن کے دل حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں مشغول تھے۔

حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ زلیخا بھی وہیں موجود تھیں مگر شب و روز کے

مشاہدۂ جمال نے اس کو متحمل بنا دیا تھا لہٰذا نہ تو وہ بے ہوش ہوئیں نہ انگلیاں کاٹیں اس لئے کہ وہ محبت کی انتہا میں تھیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت نے اُن کے دِل میں قرار پکڑ لیا تھا جبکہ دوسری عورتیں محبت کی ابتدا میں تھیں ۔ (جلالین ص ۱۹۲ ۔ ج ۱)

یہی حال سالک مبتدی کا ہوتا ہے کہ ابتدا ٔ سلوک میں اس پر وجد وحال کا غلبہ رہتا ہے اور آخر میں صحوہ ۔ جس طرح کہ زنانِ مصر نے یوسف علیہ السلام کی محبت میں اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں تو کوئی بعید بات نہیں کہ عاشق الٰہی دورانِ وجد فوت ہو جائے جیسا کہ بہت سے عشاق وجد وحال کے دوران وفات پا چکے ہیں ۔ (وفاتِ مولانا شاہ محمد حسین "صاحب تکشف ص ۱۹۰ ۔ وفاتِ " زرارہ بن اوفیٰ تابعی" رضی اللہ عنہ ۔ ترمذی صفحہ ۸۲ ۔ ۹ ۔ ج ۱ ۔ بعض نسخ)

حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور علیہ السلام نے سینے پر ایک ضرب لگائی تو مجھ پر ایسا حال غالب ہوا کہ میرا تمام بدن گرم ہو گیا اور پسینے سے شرابور ہو گیا اور حال میرا یہ تھا کہ جیسے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۲ ، تکشف ۶۶۶)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی محبت میں تین دفعہ چیخ ماری اور بے اختیار ہو گئے جب تیسری مرتبہ چیخ ماری تو زمین پر گر گئے ۔

حضرت شفی رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں ، فرماتے ہیں کہ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کو کافی دیر تک میں نے اپنے اوپر تکیہ کر رکھا تھا ، کچھ وقت کے بعد جب اختیار میں آئے تو مجھے حدیث بیان فرمائی

(ترمذی باب الریاء صفحہ ۳۲۲۔ صفحہ ۳۷ ج ۲۔ تکشف صفحہ ۸۱۴)۔

حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ ایک دن کسی سے آیت

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُ مِنْ دَافِعٍ (الآیۃ)

سُن کر بڑی چیخ ماری اور بے اختیار ہو کر گر پڑے، اُٹھا کر گھر لائے گئے، مسلسل ایک مہینہ تک بیمار رہے (احیاء العلوم صفحہ ۲۹۷۔ ج ۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سورت تکویر کی تلاوت کی، جب آیت مبارکہ "واذا الصحف نشرت" پر پہنچے تو بے اختیار ہو کر گر پڑے اور کافی دیر تک زمین پر (ہاتھ پاؤں) مارتے رہے۔ (حدیقۃ الندیہ ۱۰۹)

جان لو کہ جذب اور وجد تین قسم کا ہے۔ پہلے قسم کے وجد کی علامات یہ ہیں۔ زور سے چلانا۔ دوڑنا۔ زمین پر گر کر ہاتھ پاؤں مارنا۔ اندا موں کا ہلنا اور حرکت کرنا۔ آہ، اوہ، اُف اور فریاد کرنا۔ خوشحالی، خوف یا شوق سے۔

یہ حال طریقے کے مبتدی کا ہے جس پر حال اور وجد کا غلبہ ہوتا ہے اور مجذوب اپنے کپڑے پھاڑ دیتا ہے حتیٰ کہ اس پر وجد اور جذب کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات کو بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عشق میں مستغرق ہو جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندام ٹوٹ جائیں گے۔

(تفسیر احمدی صفحہ ۶۰۲۔ رُوح المعانی صفحہ ۶۰۔ ج ۳۔ تکشف ص ۶۶۶ حاشیہ ۱۔ صفحہ ۶۰۳۔ حاشیہ ۱۔ رد المحتار ص ۳۰۷ ج ۳ مجموعۃ الشامی صفحہ ۱۷۲۔ ج ۱)۔

دوسری قسم کے وجد کی علامات درج ذیل ہیں۔

چیخ مارنا۔ اور محبت وعشق الٰہی میں بے اختیار ہونا دھاڑیں مارنا، زمین پر گرنا، انداموں کا لرزنا اور مرتعش ہونا۔ یہ حال اور وجد متوسطین کا ہے۔ جیسا کہ پہلے حدیث شریف بیان ہو چکی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی محبت میں تین دفعہ چیخ ماری اور گر پڑے پھر کافی دیر تک اسی طرح بے اختیار پڑے رہے

تیسرے قسم کے وجد کی علامات یہ ہیں۔

چیخ مارنا۔ بالوں کا کھڑا ہونا۔ بدن کا کانپنا۔ شوق اور محبت کے غلبہ کیوجہ سے آنسو بہنا۔ رونا۔ اور یہ حالت وجد منتہی کا ہے جس کا ثبوت احادیث میں ذکر کیا گیا ہے۔

اگر نماز کے اندر خشیت الٰہی کیوجہ سے کسی پر وجد وصیاح طاری ہو جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ نماز بھی فاسد نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ اس وقت بھی باشعور اور ذی عقل ہوتا ہے۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر نمازی نے نماز میں "آہ" اور "اوہ"، "اُف" کیا اور اتنا رویا کہ اس کا رونا حروف مسموعہ پر مشتمل ہو جائے۔ پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے طاری ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ یہ زیادہ خشوع پر دلالت کرتی ہے اور اگر دنیاوی درد ومصیبت کی وجہ سے یہ حالت پیش آجائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ پھر اسمیں جزع اور افسوس کا اظہار ہے

(ہدایۃ ص ۱۳۵ ج ۱۔ فقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۳۰۰ ج ۱ جزء ۱۔ رسائل ابن عابدین ص ۱۷۲ ج ۱۔)

اور اگر مجذوب سے دورانِ وجد کفریہ الفاظ صادر ہو جائیں تو اس پر کوئی مواُخذہ نہیں اسلئے کہ اس پر انوارِ الٰہی غالب آ گئے ہیں اور یہ مغلوب اور مسلوب الاختیار ہے۔
(کمال امداد الشیم مترجم خلیل احمد سہارنپوری شارح بخاری ص ۲۰۶۔ تربیت السالک ص ۱۴۱۵ ج ۱۔ تکشف لے مولوی اشرف علی تھانوی ص ۷۰)

اور اگر مجذوب کو کسی نے جذب سے روکایا منع کیا تو یہ منع کرنے والا گناہگار ہے بلکہ واجب تعزیر ہے (حاوی للفتاوی ص ۲۳۴ ج ۲۔ للسیوطی صاحب جلالین۔

اور اگر یہ حالتِ مذکور مسجد کے اندر کسی پر غالب آجائے تو شریعت میں کوئی حکم و دلیل نہیں کہ مغلوب و مجذوب الحال کو روکا جائے یا منع کیا جائے کیونکہ وہ تو معذور ہے (حاوی ص ۲۳۴۔ ج ۲)

جبکہ ثبوت کے بارے میں دلائل ہیں ایک اُن میں سے یہ کہ چند حبشی مسجد کے اندر نیزوں سے کھیل رہے تھے، حضور علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے۔ محدثینؒ فرماتے ہیں کہ یہ کھیل دراصل جہاد کی تربیت دینا تھا اور اس کا حکم بھی عبادات میں شامل ہے لہٰذا ذکرِ الٰہی عام اوقات میں جہاد سے افضل و بہتر ہے تو یہ بطریقہ اولیٰ کے ساتھ مسجد میں جائز اور مامور ہے اگر حرکت غیر اختیاری ساتھ میں ہو۔
(مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۰ ج ۲، معارف القرآن ص ۳۳۵۔ ج ۲)

مفسر جلیل اور فقیہہ مسبیل علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ
علیہ حاوی للفتاوی صفحہ ۲۲۴ جلد دوم میں فرماتے ہیں کہ
مسئلة فی جماعة الصوفیة اجتمعوا فی مجلس ذکرٍ
ثم ان شخصاً من الجماعة قام من المجلس ذاکراً و
استمر علی ذٰلک لوارد حصل لهٗ ۔ فهل له فعل ذٰلک
سواء کان باختیارهٖ ام لا ؟ وهل لاحد منعهٗ وزجرهٗ
عن ذالک ؟
الجواب ۔ لا انکار علیه فی ذٰلک وقد سئل عن
هٰذا السؤال بعینهٖ شیخ الاسلام سراج الدین البلقینی
فاجاب بانه لا انکار علیه فی ذٰلک ولیس لمانع التعدی
لمنعه ویلزم المتعدی بذالک التعذیر، وسئل عنهٗ
العلامة برهان الدین الانباسی فأجاب بمثل ذالک ۔
وزاد انّ صاحب الحال مغلوب والمنکر محروم ماذاق
لذة التواجد ولا صفاله المشروب الیٰ ان قال فی آخره
جوابهٖ وبالجملة فالسلامة فی تسلیم حال القوم،
وأجاب ایضاً بمثل ذالک بعض آئمة الحنفیة والمالکیة
کلهم کتبوا علیٰ هٰذا السوال بالموافقة من غیر مخالفة
(اقول) وکیف ینکر الذکر قائماً والقیام ذاکراً وقد قال اللّٰه
تعالیٰ (الذین یذکرون اللّٰه قیاماً وقعوداً وعلیٰ
جنوبهم) وقالت عائشة رضی اللّٰه عنها کان النبی صلی اللّٰه
علیه وسلم یذکر اللّٰه علیٰ کل احیانهٖ وان انضمّ الیٰ

هذا القیام رقص او نحوهٗ فلا انکار علیھم لان ذٰلک من لذاۃ الشھود او المواجید وقد ورد فی الحدیث رقص جعفر بن ابی طالب بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لمّا قال لہٗ :

"اشبھت خلقی و خُلقی" وذٰلک من لذۃ ھٰذہ الخطاب ولم ینکر ذالک علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکان ھذا اصلاً فی رقص الصوفیۃ لما یدرکونہٗ من لذاۃ المواجید وقد صح القیام والرقص فی مجالس الذکر والسماع عن جماعۃ من کبار الائمۃ منھم شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام ۔ (حاوی للفتاوی ص ۲۲۴ ۔ ج ۔ ۲)

ترجمہ :۔ صوفیہ کرام کی ایک جماعت جب ذکر کیلئے جمع ہو چکی ہو اور پھر ایک شخص مجلس میں ذکر کرتے ہوئے اُٹھ جائے اور انوارِ الٰہیہ کے ورود کی وجہ سے یہ حالت اس سالک پر مداومت سے طاری ہو جائے ۔ پس کیا یہ کام اس سالک کے لئے جائز ہے یا نہیں ؟ خواہ اختیار کیساتھ اُٹھتا ہے یا بے اختیار ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے اور کیا اس سالک کو اس حال سے منع کرنا چاہیئے یا نہیں ؟ اور اُسے زجر دینا چاہیئے یا نہیں ؟

جواب :۔ اس سالک پر اس حال میں کوئی اعتراض اور انکار نہیں ۔ شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی سے بھی یہ سوال پوچھا گیا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس سالک پر کوئی اعتراض نہیں اور کسی کو جائز نہیں کہ

اس سالک کو اس حال سے منع کرے بلکہ اس حال سے منع کرنے والے کو
تعزیر دینا لازم ہے۔ علامہ برہان الدین انباسیؒ سے بھی یہ سوال پوچھا گیا تھا
تو انہوں نے بھی اس طرح جواب دیا اور یہ بھی فرمایا کہ یہ سالک صاحب الحال
مغلوب ہے اور اس سے انکار کرنے والا محروم ہے منکر نے تواجد کی لذت
حاصل نہیں کی اور عشق حقیقی کا مشروب منکر کو نصیب نہیں حتیٰ کہ علامہ موصوفؒ
نے اپنے جواب کے آخر میں فرمایا ہے کہ

خلاصہ یہ ہے کہ صوفیہ کرامؒ کے حال تسلیم کرنے میں سلامتی ہے اس
طرح بعض آئمہ احنافؒ اور مالکیہؒ نے بھی یہ جواب دیا ہے۔ تمام کے تمام
نے اس سوال کا جواب اتفاقی طور پر دیا ہے جس میں کسی مخالفت کی گنجائش
تک بھی نہیں۔

(میں کہتا ہوں) کہ کس طرح کھڑے ہو کر ذکر سے منع کیا جائیگا؟
حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "عاقل لوگ وہ ہیں جو کھڑے ہو کر ذکر
کرتے ہیں اور بیٹھتے، لیٹتے میں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں"

اسی طرح عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے (کہ موجبہ کلیہ کے صدق
کی بناء پر کھڑے ہو کر ذکر کرنا بھی ثابت ہو گیا) اسی طرح اگر قیام کے ساتھ اس
سالک نے رقص و دوران یا چیخ و پکار وغیرہ (مثلاً کپڑے پھاڑنا،
دوڑنا اور آہ، اوف کرنا وغیرہ) بھی پیوست کیا تو تب بھی کوئی انکار اور اعتراض
اس پر نہیں کیونکہ یہ حالت شہود اور مواجید کی لذت کی وجہ سے سالکینؒ
پر طاری ہوتے ہیں اور حدیث شریف میں جعفر بن ابی طالبؓ کا رقص نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ثابت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "آپ کے اخلاق اور شکل و شباہت میرے ساتھ مشابہ ہیں" پس اُن پر رقص اس خطاب کی لذت کیوجہ سے طاری ہو گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کوئی انکار ظاہر نہیں کیا۔ پس یہ حدیث تقریری صوفیہ کرامؒ کے رقص اور وجد و تواجد میں اصل اور دلیل ہے کیونکہ حقیقی صوفیہ کرامؒ پر بھی یہ حالات مواجید کی لذت کیوجہ سے طاری ہوتے ہیں۔ اسی طرح مجالس ذکر اور محافل سماع میں قیام اور رقص بھی جائز اور ائمہ کبارؒ سے ثابت ہیں جن میں شیخ الاسلام عزالدینؒ بن عبدالسلام کا نام مبارک سر فہرست ہے (یعنی اس مبارک ہستی سے بھی یہ حالات ثابت ہیں)

اسی طرح علامہ محقق اور مدقق سید محمد آمین آفندی شہیر بابن عابدینؒ اپنی تصنیف "مجموعة الرسائل لابن عابدین" میں فرماتے ہیں۔

ولا کلام لنا مع الصدق من ساداتنا الصوفیة: المبرئین عن کل خصلة ردیة - فقد سئل امام الطائفتین سیدنا الجنیدؒ ان قوماً یتواجدون ویتمایلون - فقال دعوھم مع اللہ تعالیٰ یفرحون - فانھم قوم قطعت الطریق اکبادھم - ومزق النصب فؤادھم - وضاقوا ذرعاً فلا حرج علیھم - اذا تنفسوا مداواةً لحالھم - ولو ذقت مذاقھم عذرتھم فی صیاحھم وشق صیابھم - وبمثل ماذکرہ الامام الجنید اجاب العلامة النحریر ابن کمال پاشالما استفتی عن ذالک حیث قال -

شعر:-

ما فى التواجد ان حققت من حرجٍ
ولا التمائل ان اخلصت من بأس
فقمتَ تسعى على رجل وحق لمن
دعاه مولاه ان يسعى على الرأس

الرخصة فيما ذكر من الاوضاع ـ عند الذكر والسماع ـ للعارفين الصارفين اوقاتهم الى احسن الاعمال ـ السالكين والمالكين لضبط انفسهم عن قبائح الاحوال ـ فهم لا يستمعون الّا من الالهٖ ـ ولا يشتاقون الالہٖ ـ ان ذكروه ناحوا ، وان شكروه باحوا ـ وان وجدہٗ وصاحوا ـ وان شهدوه استراحوا ـ وان سرحوا فى حضرات قربہٖ ساحوا ـ اذا غلب عليهم الوجد بغلباتہٖ ـ وشربوا من موارد اراداتہٖ ـ فمنهم من طرقته طوارق الهيبة فخرّ وذاب ـ ومنهم من برقت له بوارق اللّطف فتحرك وطاب ـ ومنهم من طلع عليهم الحبّ من مطلع القرب فسكر وغاب ـ هٰذا ما عنّ لى فى الجواب والله اعلم بالثواب ـ

شعر :

ومن يک وجده وجدا صحيحاً
فلم يحتج الى قول المغنى
لہ من ذاتہٖ طرب قديم
وسكر دائم من غير دنّ

(مجموعة الرسائل ص ١٦٣ ج ١
ايضاً فتاوى دار النشر
ص ٣٠٤ ج ٣)

ترجمہ:۔ اور ہم صادقین سادات صوفیہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق زبان درازی نہیں کر سکتے جو کہ تمام اخلاق رذیلہ سے مبرا ہیں۔ حضرت امام الطائفتین سیدنا جنید بغدادیؒ سے کسی نے سوال کیا کہ بعض صوفیا کرامؒ ایسے ہیں کہ تواجد کرتے ہیں اور دائیں بائیں طرف حرکات کرتے ہیں یہ کس طرح ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے عشق میں چھوڑ دو تاکہ خوشی کریں کیونکہ یہ ایک ایسی قوم ہے کہ طریقت نے ان کے دل پھاڑ دئے ہیں اور مصائب برداشت کرنے سے ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں ابھی ان کا حوصلہ تنگ ہو چکا ہے پس وہ شدید سانس لیتے ہیں تو ان پر کوئی حرج نہیں کیونکہ اس حال کی مداومت کے لئے وہ سانس لیتے ہیں، اور اگر ان کے حاصل شدہ انوار کا ذائقہ تجھے معلوم ہوتا تو آپ ان کو چیخ و پکار اور کپڑوں کے پھاڑنے میں معذور سمجھتے۔ اسی طرح جب علامہ ابن کمال بادشاہؒ سے اس مسئلہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بھی جنید بغدادیؒ کی طرح جواز کا فتویٰ دیا۔ انہوں نے اپنے شعر میں فرمایا ہے کہ

ع: تواجد اور وجد کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور نہ دائیں بائیں طرف حرکات میں کوئی حرج ہے جبکہ یہ حالات علل باطنی سے پاک لوگوں پر طاری ہو جائیں۔ پس وجد کی وجہ سے کھڑا ہو کر پاؤں پر دوڑنا جائز ہے بلکہ جس کو اپنا مولا بلائے تو اس کو سر کے بل دوڑنا چاہیئے۔ فضلاً عن ان یکون باالرجل۔ مذکورہ مواضع میں محافل ذکر اور مجالس سماع میں کامل عارفین کے لئے وجد و رقص کی رخصت ہے وہ عارفینؒ جو کہ اپنے اوقات کو بہترین اعمال میں خرچ کرتے ہیں اور طریقت کے سالکینؒ ہیں۔ اور اپنے نفوس کو قبیح احوال سے روکنے میں مالک ہوتے ہیں۔ پس

ان صفات پر متصف صوفیہ کرامؒ اپنے پروردگار ہی سے سنتے ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ کی جانب ان کا شوق ہوتا ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو روتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور اگر محبوب حقیقی کے تجلیات و انوار کو پالیں تو چیخنے لگتے ہیں اور جب محبوب حقیقی کا مشاہدہ کرتے ہیں تو آرام پاتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کے قرب کے مراتب میں سے ان کو حصہ نصیب ہوتا ہے تو اس میں سیر کرتے ہیں (اور مقاماتِ عالیہ طے کرتے ہیں) پس ان پر وجد غلبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارادت کے موارد سے پینے لگتے ہیں تو بعض سالکینؒ پر ہیبت کی امواج ورود کرتی ہیں۔ پس گر پڑتے ہیں اور ان کے بدن لاغر ہوتے ہیں اور بعض سالکین رح پر لطف خداوندی کے انوار نازل ہوتے ہیں۔ پس حرکات کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور بعض سالکینؒ پر قرب خداوندی کے مطلع سے حُب نمودار ہوتا ہے۔ پس سکر میں آتے ہیں اور بعض اپنے آپ سے غائب ہوتے ہیں (جسے مقامِ سکر اور مقامِ غیبت کہا جاتا ہے) پس یہ تمام مذکور حالات ثابت اور جائز ہیں۔ یہی مجھے جواب دینے میں ظاہر ہوا اور اللہ تعالیٰ حق بات پر خوب عالم ہے۔ شعر

ع۔ جس کسی کو صحیح وجد نصیب ہوا ہو تو اس کو مغنی (گیت بجانے والے کی گیت بجانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کے ذات اقدس سے ازلی مستی نصیب ہوتی ہے اور شراب کے برتن کے بغیر اُسے حقیقی شراب محبت کا دائمی سکر نصیب ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ علامہ سید احمد طحطاویؒ اپنے کتاب حاشیتہ

۱ الطحطاوی علی درالمختار صفحہ ۱۷۶، ۱۷۷ جلد رابع میں رقمطراز ہیں کہ ـــــ

ومن الفقہاء من لم یمنع الرقص حیث وجد لذۃ الشہود فغلب علیہ الوجد واستدلوا بما وقع لجعفر ذی الجناحین لما قال لہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اشبہت خَلقی وخُلقی فحجل ای مشیٰ علےٰ رجل واحدۃ وفی روایۃ رقص من لذۃ ہٰذا الخطاب ولم ینکر علیہ النبیؐ وجعل ذالک اصلاً لجواز رقص الصوفیۃؒ عند ما یجدونہ من لذۃ الوجد فی مجلس الذکر والسماع وفی التاتارخانیۃ ما یدلّ علےٰ جوازہ للمغلوب الذی حرکاتہ کحرکات المرتعش وبہٰذا افتی البلقینیؒ وبرہان الدّین الانباسیؒ ـــــ

(حاشیہ الطحطاوی علےٰ الدرالمختار صفحہ ۱۷۶ ـ ج ـ ۴)

ترجمہ :ـ

فقہاء کرامؒ میں بعض فقہاء کرام رقص کو منع نہیں کرتے کیونکہ انہوں نے خود شہود کی لذت کو پالیا ہے جس وقت سالک پر وجد غلبہ پاتا ہے اور یہ فقہاء کرامؒ اس حدیث تقریری سے استدلال کرتے ہیں کہ جعفر ذی الجناحین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کو رسولِ اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : " آپ کے اخلاق اور شکل شباہت مجھ سے مشابہت رکھتے ہیں " تو اس خطاب کے سننے سے جعفر رضی اللّٰہ عنہ ایک پاؤں پر چلنے لگا اور دوسری روایت میں ہے کہ اس خطاب

کی لذت سے رقص و دوران کرنے لگے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر انکار نہیں کیا۔ پس ان فقہاء کرام نے اس حدیث کو صوفیہ کرام کے رقص و دوران کے اثبات کیلئے مأخذ استدلال بنایا ہے کیونکہ صوفیہ کرام بھی محافلِ ذکر اور مجالسِ سماع میں وجد کی لذت کی وجہ سے ایسا ہی کرتے ہیں۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ مغلوب الحال سالک کے لئے (نماز کے اندر باہر) حرکات اور چیخنا جائز ہے جبکہ اس کی حرکات مرتعش کی طرح غیر اختیاری ہوں (اور اگر مشابہت بالمجذوبین کیوجہ سے اختیاری حرکاتِ کثیرہ کرتا ہے جو کہ تواجد سے مسمیٰ ہے تو نماز کے اندر جائز نہیں اور نماز کے باہر یہ بھی جائز ہے کما صرّح بہ النابلسیؒ فی الحدیقۃ) اسی طرح فتویٰ علامہ بلقینیؒ اور برھان الدین انباسیؒ نے بھی دیا ہے۔ اسی طرح علامہ مفتی فقیہ افخم اور صوفی اعظم علامہ شیخ عبدالغنی نابلسیؒ اپنے کتاب مستطاب "حدیقۃ الندیۃ شرح طریقۂ محمدیہ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ

واعلم ان ھٰذہٖ الذی سبق ذکرہ فی المتن من عبارات الفقہاء جمیع فی تردید الوجد فی حق من ذکرناھم من طائفۃ المتصوفۃ اللہ تعالیٰ اعلم بایمانھم فلا تنزلہ انت فی حق کل من وجدتھم علی شبہ منھم وقیاس منک لھم علیھم فانّ شیطان للانسان عدوّ مبین والا فان طریق الوجد والتواجد الذی تعلم الفقراء الصادقون

فی هذا الزمان و بعده کما کانوا یعلمونه من قبل
فی الزمان الماضی نور وهدایة واثر التوفیق من
الله تعالی وعنایة وقال المناوی فی طبقات الاولیاً
فی الترجمة الشیخ ابراهیم الدسوقی انه قیل
للجنید ان قوما یتواجدون ویتمایلون فقال
دعوهم مع الله یفرحون فانهم قوم قطعت الطریق
اکبادهم، ومزق النصب فؤادهم وضاقوا ذرعاً
فلاحرج علیهم اذا تنفسوا مداواة لحالهم ولو
ذقت مذاقهم عذرتهم فی صیاحهم وشق ثیابهم
..... الی ان قال ...... وربما غلب الوله علی
اهل الله تعالی والوجد حتی یغیبوا عن وجودهم
فتبدوا منهم احوال وافعال لو صدرت من احد
وهو مشاهد الفعل والاحساس بین یدیهم
لحکموا علیه انهٗ خرج عن حد العقل والحقوا
تلك الافعال بأحوال المجانین کالرقص والدورات
وتخریق الثیاب وهی حالة شریفة علامة صحتها
أن تحفظ علی صاحبها اوقات الصلوٰة وسائر
الفرائض فیردّ فیها علیهم عقولهم وهذا حالة
جماعة من اولیاء الله تعالیٰ منهم ابوبکر الشبلی
وابوالحسن النوری وسمنون المحب و سعدون
المجنون وامثالهم ذکر الیافعی عن بعضهم

قال رأیت الشبلیؒ قائماً یتواجد وحرق ثوبه
وهو یقول به ۔ع :-

شققت ثوبی علیک حقاً ومالثوبی أردت خرقاً
اردت قلبی فصاد فتهٗ یدای باالحبیب اذبرقا
لوکان قلبی مکان جیبی لکان للشق مستحقاً

(حدیقة الندیہ شرح طریقہ محمدیہ صفحہ ۵۲۳ - ج - ۲)

توجمہ :- اور خبردار رہے کہ متن حدیقہ میں فقہاءؒ و علماءؒ کی جو عبارات تردید وجد کے بارے میں مذکور ہوئیں تمام کی تمام طائفہ متصوفہ (خلاف شریعت ناقص پیروں) کے حق میں ہیں اور انہیں پر محلول ہیں۔ پس تم ان عباراتِ تنقیدیہ کو ہر شخص پر چسپاں نہ کرو کہ متصوفہ کے ساتھ مشابہتِ صوری کیوجہ سے کامل مکمل اشخاص کو بھی ان پر قیاس کیا جائے کیونکہ شیطان انسان کیلئے ظاہری دشمن ہے (پس مذکورہ قیاس مع الفارق شیطان کی مداخلت کا سبب ہے) ورنہ فقراء "صادقین" کا وجد اور تواجد اس زمانہ میں اور آئندہ زمانہ میں بھی گذشتہ زمانے کے موافق نور اور ہدایت ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق کا اثر ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی اور عنایت ہے۔

امام مناویؒ طبقات الاولیاء میں شیخ ابراہیم دسوقیؒ کی سیرت کی بحث میں بیان فرماتے ہیں کہ جنید بغدادیؒ سے پوچھا گیا کہ بعض صوفیہ کرامؒ تواجد کرتے ہیں اور دائیں بائیں طرف حرکات کرتے ہیں، یہ کس طرح ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ :- ان حضرات کو رہنے دو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوشی کریں کیونکہ یہ ایک ایسی قوم ہے کہ طریقت

نے ان کے دل چیر پھاڑ دیے ہیں اور مصائب برداشت کرنے سے ان کے جگر پارہ پارہ ہو چکے ہیں حتیٰ ان کا حوصلہ تنگ ہوا ہے پس ان پر کوئی اعتراض نہیں جبکہ وہ شدید سانس لے لیں تاکہ ان کا حال دائمی رہ جائے اور اگر تم ان کے حال کو محسوس کرتے تو ان کو اپنے چیخنے میں معذور سمجھتے اور ان کو اپنے کپڑوں کے چیر نے پھاڑنے میں بھی معذور سمجھتے۔ کچھ آگے فرماتے ہیں کہ اکثر اوقات اولیاء کرامؒ پر دیوانگی اور وجد کی کیفیت غالب ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ اپنے وجود سے فانی ہو جاتے ہیں۔ پس ان سے ایسے حال اور افعال صادر ہوتے ہیں کہ اکثر باہوش آدمی سے یہی افعال اور احوال صادر ہو جائیں تو لوگ ان پر حکم کرینگے کہ یہ آدمی عقل و دانش کے دائرہ سے خارج ہے اور اُن کے افعال کو دیوانوں اور مجانین پاگلوں کے افعال سے ملحق کرینگے۔ مثلاً وہ رقص و دوران کرتے رہینگے اور اپنے کپڑوں کو پھاڑتے رہینگے لیکن یہ نیک اور شریف حالت ہے اس کی صحت کی علامت یہ ہے کہ اس حال کے صاحب نماز کے اوقات کی پابندی کرتا رہیگا اور تمام فرائض کو ادا کریگا اور نماز میں ان کی عقول موجود ہونگی (اگرچہ مسلوب الاختیار ہو جیساکہ روح المعانی کے عبارت سے واضح ہوا) یہ حال بڑے اولیاء کرامؒ پر بھی طاری ہوا ہے جیساکہ ابوبکر شبلیؒ، ابوالحسن ثوریؒ، سمنون المحبؒ، سعدون المجنون وغیرھم۔ علامہ یافعی فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ شبلیؒ کو دیکھا کہ کھڑے ہیں اور تواجد کر رہے ہیں اور اپنے کپڑوں کو پھاڑ دیا ہے اور یہ شعر پڑھ رہے ہیں کہ۔

ع :- میں نے اپنے کپڑوں کو آپ کے عشق میں چیر پھاڑ دیا اور مجھے

کپڑوں کے پھاڑنے کا ارادہ نہیں تھا۔ مجھے تو دل پھاڑنے کا ارادہ تھا لیکن دل کے بجائے میرے ہاتھ نے کپڑوں اور گریبان سے ٹکر کھائی۔ اگر میرے گریبان کی جگہ میرا دل ہوتا تو یقیناً پھاڑنے کے لئے دل ہی مستحق تھا۔

اسی طرح علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ اپنی کتاب "انوار قدسیہ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ

وقال سیدی یوسف العجمیؒ وما ذکروہ من آداب الذکر محلہ فی الذاکر الواعی المختار، اما المسلوب الاختیار فھو مع مایرد علیہ من الاسرار، فقد یجری علی لسانہ: اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ أو ھو، ھو، ھو، ھو، أو، لا، لا، لا، أو، آہ، آہ، آہ، آہ، أو، عا، عا، عا، أو، آ، آ، آ، أو...... ھا، ھا، ھا، أو صوت بغیر حرف او تخبیط و أدبہ عند ذلک التسلیم للوارد فإذا انقضی الوارد فأدبہ السکون من غیر تقول۔ (انوار قدسیہ صفحہ ۳۹۔ ج۔۱)

ترجمہ:۔ سیدنا علامہ یوسف عجمیؒ نے فرمایا ہے کہ مشائخؒ نے سالکؒ کے لئے جو آداب ذکر فرمائے ہیں تو وہ مختار اور غیر مجذوب سالکؒ کے حق میں ہیں۔ اور مسلوب الاختیار سالکؒ کو اپنے اسرار و ارادہ کے ساتھ رہنے دو کیونکہ بے اختیار ہو کر اس کی زبان سے کبھی اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ جاری ہوتے ہیں اور کبھی اسکی زبان پر بے اختیار ہو، ہو، ہو، ہو جاری ہو جاتے ہیں اور کبھی لا، لا، لا، اور کبھی آہ، آہ، آہ اور کبھی عا، عا، عا اور آ، آ، آ اور کبھی ہا، ہا، ہا اس کی زبان پر جاری

ہوتے ہیں اور کبھی اس کے زبان پر بغیر حروف کی آوازیں جاری ہوتی ہیں۔ اور کبھی بعض کو بعض سے خلط کر کے چیختا ہے (مثلاً اللہ ھو، ھو اللہ ہوعا، عا، آھو، لا آ، آہا، اللہ وغیرہ تخبیط اس کے زبان پر جاری ہوتے ہیں) اور اس کے لئے ادب یہ ہے کہ وارد کو تسلیم ہوگا پس جب وارد ختم ہوجائے تو اس کیلئے بھی ادب یہ ہے کہ سکون و وقار سے بیٹھ کر کچھ نہ کہے۔

اور انوار قدسیہ کے جلد اول کے صفحہ ۱۸۲ سے لیکر صفحہ ۱۸۹ تک بھی حضرت امام شعرانی صاحبؒ نے وجد کے ثبوت میں دلائل پیش کئے ہیں

الحاصل:۔ وجد و جذب اور حرکتِ لطائف سے انکار کرنا حقیقت میں قرآن عظیم الشان، احادیث مبارکہ، تفاسیر اور اولیاء کرام سے انکار کرنا ہے۔ اولیاء کے ساتھ بغض و عداوت رکھنا، ان کی گستاخی کرنا، ان کا انکار کرنا کفر ہے اور ایک ولیؒ سے انکار کرنا اور دیگر تمام اولیاء پر اعتقاد رکھنا بھی کفر ہے جیسا کہ تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا اور ایک نبی سے انکار کرنا کفر ہے اسی طرح قرآن شریف کی تمام آیتوں پر ایمان لانا اور ایک آیت کا انکار کرنا بھی کفر ہے جیسا کہ علامہ عبدالغنی نابلسی اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "الحدیقۃ الندیہ" میں فرماتے ہیں کہ۔

وقال السیدی افضل الدین لو ان انسانا احسن الظن بجمیع اولیاء اللہ تعالیٰ الا واحداً منھم بغیر عذرٍ مقبول فی الشرع لم ینفعہ حسن الظن عند اللہ تعالیٰ ولذالک لاتجد ولیا"

حق له قدم الولاية الا وهو مصدق بجميع اقرانه
من الاولياء لم يختلف فى ذالك اثنان كما انه
لم يختلف فى الله نبيان فمن اذى الاولياء بسوء ظنه
فقد خرج من دائرة الشريعة ومن كلام الشيخ ابى المواهب
شاذلى من حرم احترام اصحاب الوقت فقد استوجب الطرد
والمقت وذكر الشيخ الاكبر محى الدين بن العربى عنه ان
معاداة الاولياء والعلماء العاملين كفر عند الجمهور وقال
من عادى احدا من الاولياء والعلماء العاملين او الشرفاء فقد
عادى ايمانه وقال سيدى على الخواص من عادى احدا
من الاولياء والعلماء خالف ضرورة وفى مخالفة الولى والعالم
الضلال والهلاك ......

والحاصل ان الانكار بالقلب او باللسان على احد من اولياء
الله تعالى الذين هم علماء العاملون وسواء كانوا احياء اوكانوا
موتى وكلهم احياء عند من يعرفهم بحياة الله تعالى لا بانفسهم
وكلهم موتى من حياتهم بانفسهم سواء عرفهم
من ينكر عليهم اولم يعرفهم وانكر مالم يعرف من احوالهم
الصحيحة وافعالهم المستقيمة عند الله تعالى فهو كفر صريح والمنكر
كافر باجماع المسلمين على مقتضى جميع مذاهب أهل الاسلام لأنه انكردين
الاسلام والشريعة المحمدية وهولا يعرف أنه انكر ذالك لجهله
وغباوته بل يظن أنه انما انكر امرا باطلا وفعلا قبيحا
تصوره فى نفسه وحكم بأنه فعل ذالك الولى أو قوله فحكم

بسببه علی ذالك الولی بانّهٔ لیس بولی وانّه فاسق اوکافر اوملحد اوزندیق والولی فی حقیقة امره من حیث مایعلمهٔ الله تعٰ منهٔ بریٔ من جمیع ما اعتقده فیه ذالك المنکر وعمله ذالك الّذی انکر علیه وقوله ذالك الّذی انکر علیه ایضً لیس شیئً منهما باطلاً فی الشریعة ولا کفراً ولا الحاداً ولا زندیقةً بل ذالك الفعل طاعة وقربة الی الله تعٰ وذالك القول قول حق وصواب وهو محض ایمان وحقیقة معرفة وایقان ولکن سمّاه ذالك المنکر کفر او الحاد اوزندیقة لمحض جهله وعناده وعدم اعترافه باالقصور عن علوم الاولیآء ومعارف الصدیقین وعدم احساسه بطمس بصیرته وعمی قلبه عن ادراك مدارکهم والکشف عن حقائق اسرار هم ولمحات انوارهم فالمنکر یتقلّب فی اودیة الکفر والضلال والالحاد والزندقة وهو معتقد أنه یتقلب فی اودیة الایمان والطاعة وإرشاد الناس الی الاحتراز عن الخطأ والضلال والنصیحة والهدیٰ ولایشعر......

ولا یعذرون المنکرین بالجهل لأن لهم مندوحة عن الانکار بایکال الامر الی الله تعٰ والتسلیم فیما لا یعرفه والاعتراف بانّ الله تعٰ یعلم من احوال الناس مالا یعلم هو والجهل فی الشریعة لیس بعذر فی مثل هذا إذ هو مثل جهل الیهود والنصاریٰ والمجوس وعباد

الاصنام بما جاء بہ محمدؐ (ص) من الحق والدین الصحیح فانہٗ لیس بعذرٍ عند اھل التصدیق بذٰلک کما اُنہ لیس بعذرٍ عند اللہ تعٰ أیضاً ...... ثم قال ...... واحکام ھؤلاء احکام المرتدین۔ (حدیقۃ الندیہ شرح طریقۂ محمدیہ ص ۲۴۱ ۲۴۲ جلد ۱)

ترجمہ :- حضرت سید افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی انسان تمام اولیاء پر نیک گمان کرتا ہے لیکن صرف ایک ولی اللہ پر عذر مقبول فے الشرع کی بغیر بد گمانی کرتا ہے تو اس کی دوسرے اولیاء کرامؒ کیساتھ نیک گمانی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص موصوف کے لئے مفید نہیں اس لئے ہر برحق ولی اللہؒ تمام دوسرے اولیاء کرامؒ کی ولایت پر تصدیق کرتا ہے اس امر میں صرف دو اولیاء کرامؒ کے درمیان میں اختلاف نہیں ہے جس طرح اللہ تعٰ کے بارے میں صرف دو انبیاءؑ کے درمیان بھی مخالفت نہیں ہے پس جس کسی نے اولیاء کرامؒ کو اپنی بد گمانی سے ضرر پہنچایا تو دائرہ شریعت سے خارج ہو گیا۔ شیخ ابی المواہب الشاذلیؒ فرماتے ہیں کہ جو کوئی اپنے عصر کے اولیاء کے احترام سے محروم ہوا تو غضب خداوندی کا مستحق ہو گیا۔ شیخ اکبرؒ نے فرمایا ہے کہ اولیاء کرامؒ اور علماء صالحؒ کے ساتھ عداوت کرنا جمہور کے نزدیک کفر ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جس کسی نے ایک ولی اللہؒ، عالم با عملؒ اور شریف مسلمانؒ کے ساتھ عداوت کی تو اپنے ایمان کیساتھ عداوت کی۔ علی خواصؒ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے ایک ولی اللہؒ یا عالم با عملؒ کے ساتھ عداوت کی تو اس نے ضروریاتِ دین سے انکار

کی ۔ اور ولی اللہؒ یا عالم با عملؒ کی مخالفت کرنا گمراہی اور ہلاکت ہے .... اور حاصل یہ ہے کہ کسی ایک ولی اللہؒ سے قلب یا زبان سے انکار کرنا خواہ وفات پا چکے ہوں یا زندہ ہوں ۔ اور تمام اولیاءؒ خداوند قدوس ج کی حیات سے زندہ ہیں جو کوئی ان کی پہچان کر سکتے ہیں اور نفس کے لحاظ سے نہ کیونکہ تمام اولیاءؒ حیاتِ النفس کے لحاظ سے مُردہ ہیں ۔ خواہ منکر نے پہچان لیا ہو اور یا نہ پہچانا ہو ۔ اور انکار کرنے لگا جبکہ منکرِ اولیاءؒ کے احوالِ صحیحہ اور افعالِ مستقیمہ عند اللہ سے ناواقف ہے تب بھی تمام مذکور صورتوں میں یہی انکار کفرِ صریح ہے اور منکرِ اجماع مسلمین اور جمیع مذاہبِ اسلام کی نزدیک کافر ہے کیونکہ یہ منکر دینِ اسلام اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کرنے لگا اور منکر نہیں سمجھتا کہ میں اسلام سے منکر ہوں اس لئے کہ منکر جاہل اور غبی ہے (اگرچہ مدعی عالم ہو) بلکہ گمان کرتا ہے کہ میں امرِ باطل اور فعلِ قبیح کا منکر ہوں اور اپنے نفس میں یہ حکم کیا کہ یہ امرِ باطل ولیؒ کا فعل ہے یا قول ہے تو اس وجہ سے ولی اللہ پر فتویٰ لگایا کہ یہ ولی اللہ نہیں بلکہ کافر، فاسق، ملحد اور زندیق ہے (جس طرح اس زمانہ میں پیر محمد زندیق نے قیوم الزمان، قطب الارشاد، مجدد عصر، فخر الاماثل والاکابر، جامع طرق اربعہ، قائد اہلسنت، شیخ العرب والعجم، سراج الاحناف حضرت اخون زادہ سیف الرحمٰن صاحب پیرارچی خراسانی نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ کو یہی چیز منسوب کیا)

حالانکہ ولی اللہ نفس الامر میں اللہ تعالیٰ کے علم کے موافق منکر کی منسوب کردہ قبائحُ سے بریُ الذمہ ہیں اور قبیح اعمال و عقائد سے مجتنب ہیں اور ولی اللہ کے افعال میں سے کوئی بھی فعل باطل فی الشریعہ کفر، الحاد اور زندقۃ نہیں ہے بلکہ یہی افعال طاعت ہے اور اللہ تعالیٰ کی قرب کا ذریعہ ہے اور ولی اللہ کا قول حق، صواب، ایمان محض، حقیقی معرفت اور حقیقی یقین ہے لیکن اس منکر شخص نے اس قولِ حسن کو کفر، الحاد اور زندیقت تصوّر کیا کیونکہ منکر جاہل محض اور معاند محض ہے اور اولیآء کرامؒ کے علوم عالیہ سے قاصر ہونے پر اعتراف نہیں کرتا اور صدیقینؒ کے معارف سے اپنے قصور پر معترف نہیں اور اپنے بصیرت کی ازالہ کو محسوس نہیں کیا اور اپنے دِل کی عدم ادراک عللا مدارک الاولیآء پر واقف نہیں۔ ...... پس منکرِ اولیآءؒ کفر اور گمراہی۔ الحاد اور زندقت کے بیابانوں میں چکر لگاتا ہے اور منکر کا گمان ہے کہ میں ایمان، طاعت لوگوں کو خطا سے بچانے کیلئے ارشاد اور گمراہی میں واقع ہونے سے احتراض کے لئے ارشاد اور نصیحت اور ہدایت کی بیابانوں میں چکر لگاتا ہوں اور منکرین حقیقتِ حال سے واقف نہیں ....

اور منکرین جہل سے معذور نہیں ہیں کیونکہ ان کے لئے انکار سے بچنے کے لئے راہ موجود ہے اور وہ یہ کہ بات اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں اور جن چیزوں سے واقف نہیں اُن امور میں تسلیم کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ وہ امور جانتا ہے جو کہ منکرین نہیں

جانتے۔ اور جہل منکرین اس طرح کے امور میں عذر نہیں ہو
سکتا۔ کیونکہ یہ جہل یہود، نصاریٰ، مجوس اور بُت پرستوں کے
جہل کی طرح ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق حقیق
اور دین صحیح سے جاہل تھے۔ پس یہ اہل تصدیق کے نزدیک
عذر ہرگز نہیں ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی عذر نہیں

"حدیقۃ الندیۃ شرح طریقہ محمدیہ ص ۲۴۱-۲۴۲
ج-۱"



حقیقِ دقیقِ انتقامی بیان

ایک تجربہ کار نوجوان نے اپنی عقل کاملہ کے اعتبار سے پیر محمد چشتی کے حال کے مناسب ایک حکایت بیان کی ہے کہ "صوبہ پنجاب کے شہر گجرات میں دو بھائی رہائش پذیر تھے ایک کا نام جورہ دین اور دوسرے کا نام نورہ دین تھا، دونوں بھائی امام تھے۔ جورہ دین نے ربیع الاول کے مہینہ میں اپنی شادی کی اور جمادی الثانی کے مہینہ میں اس کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو جورہ دین بہت خوش ہوا مسجد میں سُرمہ لگائے ہوئے بیٹھا تھا عام لوگ جنہیں معلوم نہ تھا کہ یہ بچہ شادی کے چار مہینہ بعد (بے وقت) پیدا ہوا ہے، مبارکباد دینے آتے تھے حالانکہ جورہ دین اپنے حال پر بہت خوش تھا۔"

تو میرے مسلمان بھائیو! پیر محمد چشتی اور اُس کے پیروکار اس لڑکے کی اُولاد ہیں جو جورہ دین کے گھر شادی کے چوتھے مہینے میں پیدا ہوا تھا، تو یہی لڑکا اور اس کی اُولاد پیر محمد چشتی وغیرہ اگر اللہ تعالیٰ کی ولیوں سے انکار کریں یا علماء کرام اہل سنت والجماعت کی طرف قبیح نسبت کریں تو تعجب کی بات نہیں۔

معلوم ہوا کہ جو بھی شخص ولی اللہ کی توہین کرے، یا پہلے کر چکا ہو۔ وہ حرامی ہوتا ہے۔

ہم اہل سنت والجماعت کو بفضلِ الٰہی معلوم ہے کہ پیر محمد چشتی

کا یہ کہنا دو کہ حرکتِ لطائف سحر جادو، کرتب اور خاص عمل کا کرشمہ ہے" تو یہ لامذہب ہے علم یقینی کے ساتھ۔ فافہم و
فی رُوح البیان صفحہ ۸۷ ۔ ج ۔ ۳۔

یا جاعل العلم له بازیا ... یصطاد اموال المسٰکین
احتلت للدنیا ولذاتها ... بحیلة تذهب بالدین
فصرت مجنونا بها بعد ما ... کنت دواء للمجانین
این روایاتك فی سردها ... لترك ابواب السلاطین
این قلت اکرهت فذا باطل ... زل حمار العلم فی الطین

ہمیں اس کی حقیقت معلوم ہے کہ وہ لامذہب ہے اور دنیا کی اُلفت و محبت نے اُسے مجنون بنا دیا ہے تو اس کا یہ کہنا کوئی تعجب کی بات نہیں اس لئے کہ مجنون یعنی پاگل کے کس کس کام پر تعجب کیا جائے۔ جب بنی آدم کے اپنے عقیدے کے اقوال اس کے سر پر برق آسمانی بن جائیں اور اس کو سمجھ نہ آئے تو ایسے آدمی کو اللہ ہی ہدایت نصیب کرے۔

شجاع شیرِ خدا فرماتے ہیں

؎ ۔ لیس الیتیم الذی مات والدہٗ ؎ ان الیتیم یتیم العقل والحسب
(دیوانِ علی ص ۱۹)

پیر محمد چشتی زندیق نے جو نسبتیں اور قباحتیں اور الفاظ حضرت سیدنا سلطان اولیاء قدوۃ العارفین غوث الزمان قطب الارشاد و مشرف بمقام العبدیت والصدیقیت والامامت والاحسان پیرِ پیران خواجۂ خواجگان علامہ مولانا مجددِ عصر

جناب **سیف الرحمٰن** صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی شان میں استعمال کئے تو یہ سب راجع ہیں اسی پر۔ اور یہ خود ضال اور مضل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے مطابق۔ "وعن ابی ذر رض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک" (رواہ البخاری مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۱)

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ المؤمن وقاف والمنافق وثاب۔

مومن مسلمانِ کامل پہلے بات کو سوچتا ہے، تولتا ہے، دل میں فکر کرتا ہے اور بعد میں بولتا ہے اگر بات نیکی کی ہو تو کہہ دیتا ہے اور اگر شر پر مشتمل ہو تو سکوت کرتا ہے اس کے برعکس منافق بے دھڑک بولتا ہے یعنی اونچائی سے گھڑے میں چھلانگ لگاتا ہے یہ نہیں سوچتا کہ سر پھٹ جائیگا یا کمر اور پاؤں ٹوٹ جائیں گے بے اختیار گفتگو کرتا ہے لہذا اس کے اکثر بیانات شر پر مشتمل ہوتے ہیں جیسا کہ پیر محمد چشتی زندیق۔

اس کے علاوہ پیر محمد چشتی چترالی مہتمم دار العلوم غوثیہ "یکہ توت" پشاور رافضی یعنی شیعہ بھی ہے اس لئے کہ خمینی اس کو اپنی خاص میٹنگوں بھی بلایا کرتا تھا۔ لہٰذا پیر محمد چشتی کی تصویر خمینی کے ساتھ ملاحظہ کریں۔ صفحہ ۱۰۹ پر

آیت اللہ خمینی کے ساتھ جو بھی ملتا اُسے پہلے وہ اپنا کلمہ پڑھاتا جو ذیل میں دیا گیا ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللہِ خمینی حُجَّۃُ اللہِ (از ماہنامہ اسلامی تہران سالنامہ ۱۹۸۴ء)

یہ پیر محمد چشتی کے باپ کا کلمہ ہے۔ پیر محمد چشتی اور خمینی کے کفریہ کلمات ملاحظہ کریں۔ ① خمینی کشف الاسرار صفحہ ۱۰۸ میں لکھتا ہے

وخیانت کاران ومنافقان راکہ در سی چہل سال باآنہا معاشرت کردہ ومی شناسد وخلافۂ او برحکومت ہائے جائرانہ کہ پس از او تشکیل می شود، ودین را وستخواس اغراض مسمومہ خود می کنند۔

ف اس محولہ عبارت میں کس دیدہ دلیری سے خمینی ملعون نے جناب امیر المؤمنین جانشینِ پیغمبر جناب حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کو خائن ومنافق لکھا نیز یہ کہ وہ چالیس سال کے لگ بھگ بتوں کی پرستش کرتے رہے اُن کی حکومت ظالمانہ ومنافقانہ تھی۔ نعوذ باللہ۔

۲۔ کشفِ الاسرار صفحہ ۱۱۹۔ وجُملہ کلام آنکہ کلام یاوہ از ابن خطاب یاوہ سرا صادر شدہ است، وتا قیامت برائے مسلم غیور کفایت می کند۔ ۲

ف یعنی یہ سب بے ہودہ باتیں ہیں۔ بے ہودہ گو عمرؓ ابن خطاب سے صادر ہوئیں اور تا قیامت غیور مسلمانوں کو کافی ہیں۔

اس عبارت میں جناب فاروق اعظم کو بے ہودہ گو کہہ کر توہین کی گئی ہے

۳۔ کشف الاسرار صفحہ ۱۱۹ : پس شنیدن این کلام از ابن خطاب ازین دنیا رفت و این کلام یاوہ کہ از اصل کفر و زندقہ ظاہر شدہ مخالف است با آیاتی از قرآن کریم۔

٭ پس جب حضور علیہ السلام نے یہ کلام ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا تو اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور یہ بے ہودہ کلام کفر و الحاد کے اصل سے ظاہر ہوا۔ یہ قرآنِ کریم کی آیات کے خلاف ہے۔

۴۔ کشف الاسرار صفحہ ۱۵۳ : وگویندہ این سخن کفر آمیز عمر ابن الخطاب۔

٭ اس کفر آمیز بات کا کہنے والا عمر ابن الخطاب (رضی اللہ عنہ) تھا۔

۵ ؛ کشف الاسرار صفحہ ۱۶۴ = علیؓ ابن ابی طالب حق خود مغصوب می دانستہ و خلفاء را باطل ناحق میدانستہ۔

٭ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) خود کو مغصوب گردانتے تھے اور خلفأ کو باطل ناحق تصور کرتے تھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

۶۔ کشف الاسرار صفحہ ۱۲۲ = کہ جلسہ ثقیفہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) را بحکومت انتخاب کرد و این خشتِ کج بنا نہادہ شد۔

٭ یعنی جس دن جلسہ ثقیفہ بنی ساعدہ میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو برائے خلافت نامزد کیا گیا اس دن سے اس خشتِ کج کی بنیاد رکھی گئی (یعنی گمراھی کی)

۷۔ کشف الاسرار صفحہ ۱۶۶ = تا عاقبت علی علیہ السلام از حرف خود برگشت۔

٭ آخر کار حضرت علی (رضی اللہ عنہ) اپنی بات سے منحرف ہو گئے (یعنی ان کو حق کہنے کی جرأت نہیں تھی)

کیا یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے "اسد اللہ" شیر بہادر کی شان میں گستاخی نہیں ہے؟

خلفاء ثلثہ کے متعلق شیعی عقیدہ

پس آنچہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کرد مخالفتِ آیت کریمہ است و ہر کہ مخالفتِ قرآن حکیم کند، بنصی قرآن کافر، فاسق، ظالم است

(ملاحظہ ہو حق الیقین صفحہ ۱۵۷ ۔ ج۔ ۱)

٭ یعنی جو کچھ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے کیا وہ قرآنی آیت کے خلاف ہی کیا ہے۔ اور جو قرآن کی مخالفت کرتا ہے وہ کافر، فاسق اور ظالم ہے

قطب راوندی و دیگراں روایت کردہ اند کہ چوں کفار قریش نزدیکِ غار رسیدند، ابوبکر اضطرار را از حد گذرانید و خواہست کہ ایشاں ملحق شود۔ چنانچہ در باطن ایشاں بود

(حیات القلوب صفحہ ۳۳۴ ج۔ ۲ = و مکالماتِ حسینیہ صفحہ ۲۵)

٭ یعنی قطب راوندی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ جب کفار قریش غار کے قریب پہنچے تو ابوبکرؓ کا اضطراب حد سے زیادہ ہو گیا اور چاہا کہ باہر نکل جائیں اور کافروں سے مل جائیں کیونکہ باطن میں ابوبکرؓ کافروں کے ساتھ تھا۔ (نعوذ باللہ)

علی بن ابراہیم روایت نمودہ کہ تیئں حضرت رسول (ص)

است وزیتون حضرت امیر و طور سینین حسنؓ حسینؓ اند و بلد آمین آئمہ، و مراد بانسان درین سورۃ ابوبکرؓ است، باسفل درکات جہنم می رود۔ (حیات القلوب ص ۱۵۶ ج ۳۔ تفسیر قمی ص ۷۲۹ ج ۲، تفسیر صافی ص ۸۳۲ ج ۲۔)

⁂ چنانچہ علی بن ابراہیم نے روایت کیا ہے کہ تین سے مراد حضرت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور زیتون سے مراد حضرت امیر المؤمنین ہیں اور طورِ سینین سے مراد حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) ہیں اور بلد آمین سے مراد آئمہ کرام ہیں اور انسان سے مراد جو اس سورۃ میں ہے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہے، جو جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں جائیگا۔

(نعوذ باللہ)

کون لکھا پڑھا نہیں جانتا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ چالیس سال کی عمر میں مسلمان ہوا تھا۔ اسلام لانے سے پیشتر وہ کافر بت پرست شراب خور اور زانی تھا۔ (کلید مناظرہ ص ۱۱۸، وسہم مسموم ص ۳۶۲)

اگر اہل دنیا نے ثلاثہ کو امام بنایا ہے تو مرزا غلام احمد (قادیانی) کو بھی اہل دنیا نے امام بنایا ہے۔ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مرزا صاحب میں کوئی فرق نہیں۔ (جاگیر فدک ص ۵۰۹ از غلام حسین نجفی ملعون)

عاقل را مجال آں ہست کہ شک نماید در کفر عمر (رضی اللہ عنہ) ملعون و کفر کسے کہ عمرؓ لعین را مسلمان داند (حیات القلوب ۶۸۰ ج ۲ جلاء العیون ص ۴۵)

⁂ عقلمند کے لئے کوئی گنجائش ہے کہ وہ شک کرے عمرؓ لعین کے

کفر ہیں، اور اس شخص کے کفر میں جو عمرؓ کو مسلمان جانے؟

بدترین خلق خدا عمر بن خطاب است (جلاء العیون ص۱۳۷)

٭ خدا کی ساری مخلوق سے بدتر عمرؓ بن خطاب ہے۔

عمر نے مرتے دم تک شراب ترک نہ کی۔ (کلید مناظرہ ص۱۳۵ وانوارِ نعمانیہ ص۶۳ ج۱)

یہ شیعوں پر اتہام ہے کہ حضرتِ ثانی کو کافر سمجھتے ہیں یا اُن پر سب و شتم کرتے ہیں، ہاں یہ درست ہے کہ ان کو مومن نہیں جانتے (تجلیاتِ صداقت ص۱۸۱)

عن ابی جعفر فی قول اللّٰہ تعالیٰ لما قضی الامر قال هُوالثانی ولیس فی القرآن شیء قال الشیطان الا وهو الثانی۔

(تفسیر عیاشی ص۲۲۳ ج۲، تفسیر صافی ص۸۸۵ ج۱، تفسیر برہان ص۳۱۰ ج۲، ترجمہ مقبول ص۵۱۲، بحار الانوار ص۲۲۵ ج۸

٭ حضرت امام باقر علیہ السلام نے قرآن کریم کی اس آیت "وَلَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن میں جہاں بھی شیطان کا لفظ آیا ہے اس سے مراد حضرت عمرؓ ہیں۔ (نعوذ باللّٰہ)

ہرکہ اعتقاد دارد کہ عثمانؓ مظلوم کشتہ شد، در روز قیامت گناہش بیشتر از گناہ جمعی کہ گوسالہ پرستیدند۔ (حق الیقین ص۲۰ ج۱، تہذیب المتین ص۴۶۹ ج۲)

٭ جو آدمی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت عثمان (رضی اللّٰہ عنہ) مظلومیت

کی حالت میں قتل کئے گئے ہیں قیامت کے دن اس آدمی کے گناہ بچھڑا پوجنے والوں سے زیادہ ہونگے۔

پوری دنیا میں یہ پہلا خلیفہ ہے جس نے شرم وحیا کا بارڈر توڑ کر اپنی بیوی کے مُردہ جسم سے ہمبستری کی۔ (معاذاللہ) قولِ مقبول صـ ۳۲۶

عثمان کا باپ، عفان دف بجایا کرتا تھا اور لوگ اس سے "مخنث" (دبر زنی) کا کام لیتے تھے اور دل لگی کرتے تھے (معاذاللہ) کلید مناظرہ صـ ۲۷۱ انوارِ نعمانیہ صـ ۶۵ ج-۱، قولِ مقبول صـ ۳۶۱ وغیرہ۔

جب ان تمام امور پر غور کیا جائے تو مودت کے یہ معنی ظاہر ہونگے کہ ثلاثہؓ کو بدترین مخلوق سمجھا جائے۔ کلید مناظرہ صـ ۲۴۱۔ (نعوذ باللہ)

حضرت امیر فرمود کہ عثمانؓ را دفن کردند و حال آنکہ سہ روز بود کہ اورا در مزابل انداختہ بودند وسگاں یک پائے او را بُریدہ بودند۔ (حق الیقین صـ ۲۰۳ ج-۱، وانوار نعمانیہ صـ ۱۱۸ ج-۱ کلید مناظرہ صـ ۳۰۲، بغاوت امیہ ۲۸۵، تہذیب المتین ص ۶۹ہـ ج-۲)

شیعی دھرم میں عورت کی شرمگاہ کو چومنا جائز ہے۔ لاحول ولاقوۃ

(فروعِ کافی صـ ۴۹۷ ج ۵ : تہذیب الاحکام ص ۱۳ہ ج ۷)

عن علی بن جعفر قال سألت أبا الحسن علیہ السلام عن الرجل یقبل قبل المرأۃ قال لا بأس۔

علی بن جعفر نے امام موسیٰ کاظم سے سوال کیا کہ مرد اپنی بیوی کی شرمگاہ کو چوم سکتا ہے؟ فرمایا۔ کوئی حرج نہیں!

شیعہ مذہب میں عورت کوننگا کر کے فرج دیکھنا

اس میں انگلیاں ڈالکر کھیلنا بہت لزیز ہے۔ (فروع کافی ص۴۹۷ ج ۵ ۔ تھذیب الاحکام ص۴۱۳ ج ۷)

عن اُبی عبد اللّٰہ علیہ السلام فی الرجل ینظر الی امرتہ وھی عریانۃ قال لاباس بذلک وھل اللذۃ الاذلک

جعفر صادق سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی جب عورت ننگی ہو اس کی طرف دیکھ سکتا ہے؟ فرمایا کوئی حرج نہیں لذت تو اسی میں ہے۔

"حلیۃ المتقین صفحہ ۱۴" = وپرسیدند کہ اگر بدست وانگشت بافرج زن وکنیز خود بازمے کند چوں است فرمود باکی لیست امّا بغیں اجزائے خود دیگر در آنجا نہ کند۔

لوگوں نے جعفر صادق سے پوچھا کہ اگر اپنے ہاتھ کی انگلی کے ساتھ اپنی عورت یا لونڈی کی شرمگاہ سے کھیلے تو کیا حکم ہے؟ تو فرمایا۔کوئی حرج نہیں۔ہاں مگر اپنے جسم کے بغیر کسی دوسری چیز سے یہ کھیل نہ کھیلے۔(یعنی لکڑی وغیرہ سے چسکے اور لذتیں نہ لینے لگ بیٹھے)

ساس سے زنا کرنے میں بیوی کبھی بھی حرام نہیں ہوتی

(استبصار ص ۱۶۷ ج ۳ ، من لا یحضرہ الفقیہ ص ۲۶۳ ج ۳ ، فروع کافی ص ۴۱۶ ج ۵ ، تھذیب الاحکام ص ۳۳۵ ج ۷)

عن ابی جعفر علیہ السلام قال سئل عن رجل کانت

عندہ امرأۃ فزنیٰ باُمھا اوبنتھا او باختھا فقال ماحرم حرام قط حلالاً امرأتہ لہ حلال"۔ (الفاظ من لایحضرہ الفقیہ ص ۲۶۳ ج ۳)

امام باقر سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اس نے اپنی ساس سے یا اس کی بیٹی سے، یا اس کی بہن سے زنا کیا تو ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا اس سے اس کی بیوی کبھی اس پر حرام نہیں ہوتی۔ اس کی بیوی اس کیلئے حلال ہے۔

اہل سنت کے نزدیک بیوی کی ماں یعنی ساس سمیت تمام محرمات شامل ہیں۔ تمام دور اور قریب کی دادیاں، نانیاں اس میں داخل ہیں۔ اور ازروئے حدیث شریف بیویوں کے رضاعی مائیں، نانیاں، دادیاں اس بھی نسبت کے ساتھ شامل ہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مزنیہ (یعنی جس عورت سے زنا کیا گیا ہو) کی مائیں بھی اس حکم میں داخل ہیں اور کسی اجنبی عورت کو بہ نظر شہوت چھونے سے بھی اس کی مائیں حرام ہیں۔ (ملاحظہ ہو۔ تفسیر مظہری ص ۵۵۵۔ ج۔۲۔ سورۃ النساء)

شیعوں یعنی رافضیوں کی کتابیں کفریہ عبارات واعتقادات سے بھری پڑی ہیں مگر ہم نے طوالت کی خوف سے "مشتے نمونہ از خروارے" چند کفریہ عبارات ہدیہ قارئین کی ہیں۔

شیعوں سے مقاطعہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ضروری ہے

بلا شبہ قرآن کریم کی وحی قطعی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ متواترہ قطعیہ اور اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قطعی اجماع سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیئین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم عن الخطاء ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احباب و اصحابِ کرام رضی اللہ عنہم واجب التکریم والتعظیم ہیں ان کی تنقیص و توہین، تذمیم و تشنیع کرنے والا مسلمان نہیں ہو سکتا ہے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی شان میں غلط بیانی کرنے والا ان کو کافر اور مرتد لکھتے اور سمجھنے والا، ان کی عیب جوئی کرنے والا، ان پر ہر طرح کے الزامات و اتہامات لگانے والا، ان کی عیب جوئی کرنے والا نطفۂ ابلیس تو ہو سکتا ہے مگر اسلام سے رشتہ جوڑنے والا نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کے متعلق غلط نظریات رکھنے والا مرد کبھی مسلمان ہونے کا دعویٰ ہرگز ہرگز نہیں کر سکتا۔

نیز کفر و ارتداد کے ساتھ اگر اس میں مذکورہ وجوہ میں کوئی ایک وجہ بھی اس میں موجود ہو تو قرآنِ مقدس اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اور فقہ اسلامی کے مطابق ایسا شخص اخوت اسلامی اور اسلامی ہمدردی کا ہرگز ہرگز مستحق نہیں ہو سکتا۔

مسلمانانِ ملت پر واجب ہے کہ اس کے ساتھ سلام و کلام، نشست و برخواست، لین دین، وغیرہ جملہ تعلقات منقطع کر دیں، کوئی بھی ایسا تعلق

جس سے اس کی عزت نفس کا پہلو نکلتا ہو یا اس کی قوت و آسائش حاصل ہوتی ہو جائز نہیں، یہ مقاطعہ اور بائیکاٹ ظلم نہیں، زیادتی نہیں، بلکہ اسلامی عدل و انصاف کے عین مطابق ہے اب ذیل میں آیت قرآنیہ و احادیث نبویہ ﷺ نیز ساتھ ہی فقہائے امت کے اقوال و دلائل بھی پیش کئے جاتے ہیں جن سے اس مقاطعے اور بائیکاٹ کا حکم واضح ہو جاتا ہے۔

آیات قرآنیہ مع تفسیری دلائل

اِذَا سَمِعْتُمْ آیَاتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِہَا وَ یُسْتَہْزَءُ بِہَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَہُمْ۔ (سورۃ نساء آیت ۱۳۹)

یعنی جب تم سنو کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا استہزاء کیا جا رہا ہے تو ان کے ساتھ نشست و برخاست ختم کر دو۔

اِذَا رَأَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْ آیَاتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْہُمْ

(سورۃ انعام آیت ۱۸۰)

یعنی جب تم ہماری آیتوں سے مذاق کرنے والوں کو دیکھو تو ان سے کنارہ کشی کر لو۔ اس آیت کے ذیل میں حافظ الحدیث امام ابوبکر الجصاص الرازی لکھتے ہیں

وھذا یدل علی ان علینا ترک مجالس الملحدین و سائر الکفار لاظہارھم الکفر والشرک وما لا یجوز علی اللہ تعالیٰ اذا لم یکن انکارہ ——— الخ

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہم مسلمانوں پر ضروری ہے کہ اگر ملاحدہ اور جمیع کفار کو ان کے کفر و شرک اور اللہ تعالیٰ پر ناجائز باتوں کے کہنے سے نہ روک سکیں تو ان سے مقاطعہ کریں۔

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوْا الْیَھُوْدَ وَ النَّصٰارٰی اَوْلِیَآءَ۔ (سورۃ المائدہ آیت ۵۱)

اے مومنو! تم یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ۔.....

امام رازی لکھتے ہیں کہ: وفی ھٰذہ الآیۃ دلالۃ علی ان الکافر لایکون ولیًّا للمسلمین لافی النصرۃ وترک علی وجوب البرآءت عن الکفار والعداوۃ بھم لان الولایۃ منہ العداوۃ فاذا امرنا بمعاداۃ الیھودۃ والنصاریٰ بکفرھم فغیرھم من الکفار بمنزلتھم والکفر ملۃ واحدۃ۔ (احکام القرآن ص ۴۲۴/۲)

اس آیت میں اس امر پر دلالت ہے کہ کافر مسلمان کا دوست نہیں ہو سکتا نہ معاملات میں نہ امداد میں نہ تعاون میں، اور اسی سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ کافروں سے براءۃ اختیار کرنا اور ان سے دشمنی کرنا واجب ہے، کیونکہ دوستی دشمنی کی ضد ہے اور جب ہم کو یہود و نصاریٰ سے ان کی کفر کی وجہ سے عداوت رکھنے کا حکم ہے تو دوسرے کافر بھی اسی زمرے میں آتے ہیں کیونکہ کفار ایک ہی ملت ہیں۔

سورۃ ممتحنہ: کا موضوع ہی کفار سے مقاطعہ اور ترک تعلقات کی تاکید ہے اس سورۃ میں بہت سختی کے ساتھ کفار سے دوستی اور تعلق سے منع کیا گیا ہے اگرچہ رشتہ دار ہوں، اور فرمایا کہ قیامت کے دن تمہارے یہ رشتہ دار کام نہ آئینگے اور یہ کہ جو لوگ آئندہ

کفار و مشرکین سے دوستی اور تعلق رکھیں گے۔ وہ راہِ حق سے بھٹکے ہوئے اور ظالم ہونگے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ۔ (سورۃ مجادلہ ایت ۲۲)

تم نہ پاؤگے کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور آخرت پر کہ وہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کے، خواہ ان کے باپ ہوں، بیٹے ہوں، بھائی ہوں، یا خاندان والے ہوں۔

بطور مثال چند آیات کا ذکر کیا گیا ورنہ اس مضمون کی آیات بے شمار ہیں۔ اب ذیل میں چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

❁ مسند احمد سنن ابی داؤد : میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

القدریہ مجوس ھذہ الامۃ ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم۔

تقدیر کے منکر اس امت کے مجوسی ہیں اگر بیمار ہو جائیں تو عیادت نہ کرو، اگر مر جائیں تو جنازہ نہ پڑھو۔

❁ سنن کبریٰ بیہقی :- میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ

امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اغور مآء آبار بدر۔

(سنن بیہقی ۹ — ۸۵)

٭ جامع ترمذی باب فی کراھیتہ المقام بین اظہر
المشرکین جلد اول ص ۱۹۴

جامع ترمذی میں حضرت سُمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ حکم دیا گیا ہے کہ مشرکوں اور کافروں کے ساتھ ایک جگہ رہائش وسکونت بھی اختیار نہ کریں ورنہ مسلمان بھی کافروں جیسے ہوجائینگے۔

٭ ترمذی صفحہ ۱۹۴۔ ج۔۱ = حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَنَا بَرِیٌٔ مِن کل مسلم یقیم بین اظہر المشرکین۔

فرمایا کہ میں ہر اس مسلمان سے بری اور بیزار ہوں جو کفار اور مشرکین میں سکونت پذیر ہو۔

٭ بخاری شریف صفحہ ۱۰۲۳۔ ج۔۲ : حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے چند ملحد و بے دین لائے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں آگ میں جلا دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو اُن کو آگ میں نہ جلاتا کیونکہ حضور علیہ السلام نے منع فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی سزا مت دو بلکہ میں انہیں قتل کردیتا کیونکہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقتُلُوہٗ

یعنی جو مرتد ہو جائے تو اس کو قتل کردو!

٭ بخاری شریف : کی ایک حدیث میں قبیلہ عکل اور عرینہ کے آٹھ نو اشخاص کا واقعہ ہے کہ وہ مرتد ہو گئے تھے، ان کے گرفتار کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ان کے ہاتھ پاؤں

کاٹ دئے جائیں اور ان کی آنکھوں میں گرم لوہے کی کیلیں پھیر دی جائیں اور ان کو مدینہ کے کالے کالے پتھروں پر ڈالدیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا یہ لوگ شدت پیاس کے باعث پانی مانگتے تھے لیکن ان کو پانی نہیں دیا جاتا تھا۔ صحیح بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

✤ یستسقون ولا یسقون :۔ ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

✤ حتی ات احد ھم یکوم بفیہ الارض : کہ وہ پیاس کے مارے زمین چاٹتے تھے مگر انہیں پانی دینے کی اجازت نہیں تھی۔

امام نومی رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

ان المحارب المرتد لا حرمۃ لہ فی سقی الماء لاغیرہ ویدل علیہ ان من لیس معہ ماء الا للطھارۃ لیس لہ ان یسقیہ المرتد ویتیمم بل یستعملہ ولومات المرتد عطشاً (فتح الباری) ص ۳۹۳۔ ج۔ ۱)

اس سے معلوم ہوا کہ محارب مرتد کو پانی پلانے میں کوئی احترام نہیں، چنانچہ جس شخص کے پاس صرف وضو کیلئے پانی ہو تو اس کو اجازت نہیں کہ پانی مرتد کو پلا کر تیمم کرلے بلکہ اس کے لئے حکم ہے کہ پانی مرتد کو نہ پلائے اگرچہ وہ پیاس سے مرجائے۔

سنن ابی داؤد میں ایک حدیث ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے خلوق (زعفران) لگایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کا جواب نہ دیا۔

غور فرمائیے حضرات قارئین : کہ معمولی خلافِ سنت پر

جب یہ سزا دی گئی تو ایک وہ آدمی جو کتاب اللہ کو ناقص اور غیر کامل کہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مرتد ہو جانے کا عقیدہ رکھے بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے صرف کو حقیقی بیٹی تسلیم کرے خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو کافر و زندیق کہے۔ آئمہ کو معصوم کہکر انبیاء علیہم السلام سے بڑھکر عظمت و توقیر والا بتائے، تو اس مرتد، مجوسی، قدری، مشرک، کافر، موذی، محارب سے بات چیت، سلام و کلام، لین دین، شادی بیاہ کی کب اجازت ہو سکتی ہے؟

آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو گیا کہ مشرکین، کفار اور مرتدین سے کسی قسم کا حسنِ سلوک نہ برتا جائے، بلکہ ان سے مقاطعہ یعنی سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔ بول چال بھی نہ کی جائے۔ بیع و شرا، خرید و فروخت یعنی ہمہ قسمی لین دین سے اجتناب کیا جائے۔

اسی طرح پیر محمد زندیق کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، میل جول رکھنا، اس کے مدرسے میں سبق حاصل کرنا، اس کے وعظ میں بیٹھنا وغیرہ سے اجتناب کیا جائے کیونکہ اس کی صحبت و وعظ سننا مسلمانوں کیلئے زہر قاتل ہے اور ہم اہل سنت والجماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ پیر محمد زندیق کے مدرسے کو کوئی جانی و مالی امداد نہ دیں کیونکہ یہ بھیڑ کی کھال میں چھپا ہوا بھیڑیا ہے یعنی سنیوں حنفیوں کا لبادہ اوڑھ کر رافضی مسلک کو فروغ دے رہا ہے۔

(واللہ اعلم ورسولہٗ)

بعض جاہل، احمق اور ناقص پیر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ طریقہ سیفیہ کے اصحاب شدت کرتے ہیں حالانکہ اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نرمی کرنا ہے وقولا لہ قولاً لینا وغیرہ سے استدلال کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں کفار کیساتھ نرمی کرنا تھا اور قوت اسلام کے بعد سختی کرنا اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ۔ الآیۃ

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ۔ الایۃ

تیسری جگہ ارشاد ہے کہ

وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَۃً۔ الآیۃ

ایک حدیث میں ہے کہ

من احب للّٰہ وابغض للّٰہ واعطی للّٰہ ومنع للّٰہ فقد استکمل الایمان

اس طرح موسیٰ علیہ السلام نے آخر میں فرعون سے شدید الفاظ میں خطاب کیا کہ: وانی لاظنک یا فرعون مثبورا۔ الآیۃ

پس کفار پر شدت کرنا اخلاق محمدیؐ ہے۔ اخلاق قرآن اور اخلاق اللہ ہے۔ اخلاق بزرگان دین ہے اور اس زمانہ میں نرمی کرنا تذبذب اور منافقت ہے ــــ جبکہ گستاخان رسول کو سخت جواب دینا اللہ

تعالیٰ کی سنت ہے۔ ابولہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فقط تبًا لك (ہلاک ہوجاؤ) کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت میں پوری سورت (سورۃ ابولہب) نازل کردی۔

اسی طرح ولید بن مغیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت میں قرآن کریم کی سورۃ نون میں اسکے دس عیوب بیان فرمائے۔ عاص بن وائل نے حضورؐ کو ابتر (منقطع النسل) کہا تو اللہ تعالیٰ نے اسکی مذمت میں سورۂ کوثر کی ایک آیت نازل فرمائی۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ گستاخ انبیاءؑ والاولیاءؒ کے ساتھ شدت وسختی کرنا عین اخلاق محمدیؐ اور سنت اللہ ہے۔

وفی هداية الابرار الی طريقه الاخيار ص ۱۱۴ __ الی قوله واوحى الله تعالىٰ الى عيسىٰ عليه السلام يا عيسى لو انك عبدتني بعبادة اهل السموات والارض ولم يكن فيك حبٌ فی الله وبغضٌ فی الله ما اغنیٰ عنك ذلك شيئاً

*

"پیر محمد چشتی کے کھلے خط کا کھلا جواب".......... ۱۹۹۵ء

بنام مرتد و ملحد پیر محمد چشتی بحوالہ کھلا خط مورخہ ۱۲ جولائی

منجانب متفرق اقوام آفریدی۔ باڑہ تحصیل

تم کو خبر دیا جاتا ہے کہ جو خط بنام "کھلا خط" ہمارے رہبر، ہمارے روحانی پیشوا معزز و محترم عزیز القدر پیر صاحب مبارک جناب سیف الرحمن کے نام ارسال کیا ہے تم نے جملہ اہل اسلام بالخصوص اہل سنت والجماعت اور خاصکر آفریدی اقوام کے عزت کو چیلنج دیا ہے، جو جملے تم نے خط میں استعمال کئے ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تم ایک بدترین مرتد و ملحد سے بڑھ کر سفید کپڑوں میں درندہ صفت گمراہ "سلمان رشدی" سے بھی آگے نکل گئے ہو، تم کسی سے پوشیدہ نہیں، تم نے جو خون اور آگ ملاکنڈ میں جلا دئے ہیں تم نے جو یہود تیراہ کو بھیجے تھے اب وہ راز فاش ہو گئے ہیں۔ انشاءاللہ تم ہمیشہ کے لئے اپنے مردود اور ملحد جبریہ عقائد میں نا کام ہو چکے ہیں تم واجب القتل ہے اور انشاءاللہ بہت جلد اپنے کفریہ کردار کو پہنچ جائنگے

تم کو خبر دیا جاتا ہے کہ فوراً دس (۱۰) دن کے اندر اندر آفریدی اقوام کے عدالت کو پیش ہو جائے اور اپنے کفری کلمات کا تائید یا تردید کریں ورنہ بصورت دیگر ہم تمہارے خلاف جہاد کا اعلان کرینگے تاکہ آئندہ کے لئے ایسا ملحد کافر ایسے حرکات کا سوچ بھی نہیں کر سکیں گے۔ اور تم اپنے جان، اپنے عیال اور اپنے بچوں سے دست بردار ہو کر دل صبر کریں۔ اور انشاءاللہ جلد از جلد تم اپنے الحادیہ اور کفریہ کردار تک پہنچ جائینگے جہاں بھی بھاگیں گے۔ نجات نہیں مل جائیگا۔

منجانب:- متفرق آفریدی اقوام خیبر ایجنسی

دستخط

حاجی شمعلی خان ۔ حاجی شینذی گل ۔ حاجی منگل ۔ حاجی گوجر خان
سید میر خان ۔ الحاج سلطان محمد ۔ حاجی عقل میر ۔ حاجی عمل باز ۔ قاضی
خیال مدار ۔ حاجی الماس خان ۔ سخی مرجان ۔ حاجی المر گل ۔ حاجی سپین
خان ۔ حاجی زیور خان ۔ اعتبار خان ۔ حاجی آزاد گل ۔ حاجی محمد یوسف
محبوب خان ۔ جان محمد ۔ حاجی عزیز الرحمٰن ۔ حاجی شال مست ۔
حاجی جلات ۔ شیر رحمٰن ۔ حاجی جقیم شاہ ۔ حاجی نادر شاہ ۔ حاجی
حبیب اللہ ۔ حاجی نادر خان ۔ حاجی قیمت خان ۔ حاجی گل آندر ۔
حاجی شاہ گلاب ۔ صوبیدار ہاشم ۔ حاجی زرمجان ۔ خلیفہ ۔ لالمرجان
حاجی جمیل خان ۔ اُستاد فضل کریم ۔ حاجی محمد شریف ۔ حاجی محمد حسین
مولانا عبدالکریم ۔ حاجی بابری ۔ ملک ہندوستانی ۔ حاجی دوست محمد
حاجی عبداللہ جان ۔ ملک شین اکبر ۔ حاجی رشید ۔ حاجی مثل ۔
حاجی مشرخان اور بہت سے دوسرے اکابرین و زعما اقوامِ آفریدی ۔

خیبرایجنسی

اِعلانْ

میں (خلیفہ امان گل صاحب) اپنی طرف سے عام و خاص دوستوں کو اور مسلمانوں کو یہ اطلاع دیتا ہوں کہ جس تاریخ سے پشاور کے پیر محمد چشتی یکہ توت میں دار العلوم غوثیہ کے مہتمم اور سرپرست ہیں، حضرت مرشدنا مجدد ملت حضرت سیف الرحمٰن صاحب مدظلھم العالیہ پیر ارچی خراسانی کے ساتھ عناداً اور مجوراً کفر کی ندیوں میں غوطہ زنی کر رہے ہیں اور اس کے اپنے خطوط اس کے الحاد اور زندیقیت پر شاہدِ عادل ہیں اور اس کے کفریہ نظائر لوگوں سے مخفی نہیں ہیں ....

لیکن مولوی نظام الدین جو میرا صُلبی اور معنوی بیٹا ہے اور میرا مُرید ہے، وہ پیر محمد چشتی کے اعانت میں میرے مرشد مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اختلاف کر رہا ہے تو یہ بھی کفر کی ندیوں میں سرنگون ہو گیا ہے ـــ میری طرف سے عاق ہو گیا ہے، عاق ہونے کے وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ

نظام الدین نے میرے مرشد مبارک کو خط میں لکھا تھا کہ ایک آدمی کے دو حقدار ہوں، ایک کا حق زیادہ ہو اور دوسرے کا کم ہو، لیکن زیادہ حقدار حق پر نہ ہو: اور کم حقدار حق پر ہو تو کم حقدار کی طرف داری کرنا چاہیئے۔ لہٰذا چشتیؔ اگرچہ کم حقدار ہے لیکن حق پر ہے تو اسلئے میں اسکی

طرف داری کرتا ہوں۔ اور آپ (پیر صاحب مبارکؒ) اگرچہ زیادہ حقدار ہیں لیکن حق پر نہیں ہیں اس لئے آپ کی مخالفت کرتا ہوں۔ تو میں کہتا ہوں (خلیفہ امان گل) کہ نظام الدین نے ابطالِ حق (جو شریعت سے ہے) اور احقاق باطل (جو کفر بواح ہے) کیا ہے تو اس بنا پر میں نے اپنے بیٹے نظام الدین سے بیزاری کا اعلان کیا لہٰذا یہ معقوق الاستاد اور معقوق الوالد ہے اور معقوق کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے جیسا کہ فتاویٰ نور الہدیٰ میں ہے۔ العاق لاتجوز امامتہ، ولا خلافتہ، ولا شہادتہ، لان الامامۃ والخلافتہ والشہادتہ من باب الولایۃ الخ مردود الولایۃ مردود الغایۃ تو خالی الاذہان طُلاب حق کو چاہیئے کہ عاق شدہ اُستاد سے علم حاصل نہ کریں اس لئے کہ علم دین نورانی اور دیندار لوگوں سے سیکھنا چاہیئے۔ العلوم دینٌ فانظروا عمن تاخذوا دینکم۔

اس وجہ سے میں عام و خاص دوستوں کو نظام الدین کے اعقاق اور بیزاری سے آگاہ کرتا ہوں کہ میری طرف سے معقوق ہے آپ لوگ بھی اس سے تعلق قطع کریں اس لئے کہ مردود الطریقت بدتر ہے مردود الشریعت سے۔

والسلام

دستخط خلیفہ امان گل سیفی از کراچی

گواہ نمبر ۱ = سید جعفر بادشاہ صاحب

" ۲ = محمد شاہ روحانی صاحب سیفی نقشبندی

" ۳ = ملا عبد السلام صاحب

" ۴ = سید مولانا محمد وزیر صاحب

" ۵ = مولوی منظور حسین سیفی صاحب

☆

پیر محمد چشتی کے بارے میں چند سوالات

۱۔ پیر محمد چشتی چترالی صوبہ سرحد سے بھاگ کر پنجاب کیوں آیا ؟

۲۔ آفریدی جرگہ نے اس کو واجب القتل کیوں قرار دیا ؟

۳۔ پیر محمد چشتی کی وجہ سے صوبہ سرحد میں اہلسنّت و جماعت کے اداروں میں تعلیمی نظام کیسے بُری طرح متاثر ہوا ؟

۴۔ پیر محمد نے سرحد میں شیعوں اور وہابیوں کو کیوں فروغ دیا ؟

۵۔ پیر محمد چشتی سرحد میں تبلیغی جماعت رائیونڈیوں کا تحفظ کیوں کر رہا ہے ؟

۶۔ پیر محمد چشتی نے سُنی کنونشن لاہور میں شرکت کیوں نہیں کی اور امام باڑہ میں پناہ کیوں لی ؟

۷۔ پیر محمد چشتی نے حضرت علامہ سیّد احمد علی شاہ صاحب سیفی کراچی کے خط کا جواب کیوں نہیں دیا ؟

۸۔ پیر محمد چشتی نے مطلقہ بیوی کو گھر میں کیوں رکھا ہے ؟

منجانب

اہلِ سُنّت والجماعت صُوبہ سندھ